Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس، مفتی محمد امجد، حکیم محمد فیضان، غفار الحق

فی شمارہ............25 روپے
سالانہ..........300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
الحاج غلام علی فاروق
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5780728
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....لالچ بری بلا ہے............مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط137).........مشرکوں سے نکاح کی ممانعت.................// // 4

درسِ حدیث ....خوارج اور قرآن حلق سے نیچے نہ اترنے والوں کی قرائت (قسط1)..// // 13

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

حضرت مدنی وحضرت تھانوی کے مولانا سندھی سے متعلق موقف پر شبہ کا ازالہ...مفتی محمد رضوان 31

ملفوظات..// // 40

ہار جیت کا دن..مفتی محمد امجد حسین 42

دنیا کی محبت (قسط1)..قاری جمیل احمد 47

ماہِ صفر: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..............مولانا طارق محمود 50

علم کے مینار:.........شرفِ تابعیت اور تحصیلِ علم........مولانا غلام بلال 52

تذکرۂ اولیاء:.........حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث..........مولانا محمد ناصر 57

پیارے بچو!...............جنات وشیاطین (قسط5)............حافظ محمد ریحان 60

بزمِ خواتین ....خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (قسط12)......مولانا طلحہ مدثر 62

آپ کے دینی مسائل کا حل......عورت کو محرم کے بغیر سفر کا شرعی حکم..........ادارہ 69

کیا آپ جانتے ہیں؟.......ہدیہ وتحفہ (Gift) لینے دینے کے آداب.....مفتی محمد رضوان 71

عبرت کدہ .....حضرت موسیٰ کی فرعون کے گھر میں پرورش وتربیت....مولانا طارق محمود 79

طب وصحت.........ابتدائی طبی امداد (First Aid) (قسط1).........مفتی محمد رضوان 82

اخبارِ ادارہ ....ادارہ کے شب وروز..............مولانا محمد امجد حسین 91

اخبارِ عالم ....قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........حافظ غلام بلال 93

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ مفتی محمد رضوان

لالچ بری بلا ہے

یہ کہاوت تو آپ نے بھی بارہا سنی ہوگی کہ:

’’لالچ بری بلا ہے‘‘

مگر اس کہاوت پر پورا اترنا آسان کام نہیں، لالچ کے موقع پر اچھے اچھے سمجھدار لوگ مار کھا جاتے ہیں۔

ابھی کچھ عرصہ پہلے ’’مضاربہ سکینڈل‘ کے نام سے بہت بڑا گھپلا سامنے آیا، جس سے قوم کا بہت بڑا طبقہ متاثر ہوا، اور اس کے زخم ابھی تک نہیں بھرے۔

اس واقعہ وقضیہ کی زَد میں لالچ کی وجہ سے اچھے اچھے دین دار اور اہلِ علم حضرات آ گئے، اور سارے کے سارے دعوے دھرے رہ گئے، بلند وبالا دعوے ریت کی دیوار ثابت ہوئے، شیخ چلی کے پلاؤ کی طرح دکھائے گئے سبز باغ دھوکہ ثابت ہوئے۔

ان سب حالات وواقعات کے باوجود تھوڑے وقفہ کے بعد اب پھر دوسرے عنوان سے مضاربہ کاروبار کی مختلف شکلیں سامنے آ رہی ہیں، اور بھاری منافع کا لالچ دے کر اور سبز باغ دکھا کر اب پھر بعض لوگوں کو جال میں پھنسانے کی کوشش کی جا رہی ہے، اور پہلے ’’مضاربہ سکینڈل‘‘ کو موجودہ صورتِ حال سے الگ اور محفوظ قرار دیا جا رہا ہے، جس کو دیکھ اور سن کر اب پھر بعض ناواقف اور ناعاقبت اندیش لوگوں کی زبان اور منہ نے پانی چھوڑنا شروع کر دیا ہے۔

اس لئے اس موقع پر ہماری درمندانہ گزارش ہے کہ ’’لالچ بری بلا ہے‘‘ اس لئے لالچ میں آ کر اپنی جمع پونجی اور سرمایہ کو اس قسم کا سبز باغ دکھانے اور بھاری نفع کا جھانسہ دینے والے شکاریوں سے محفوظ رکھیں، اور اس کے بجائے محنت، جفاکشی اور کفایت شعاری کے اصولوں پر عمل درآمد کریں، تاکہ آنے والی ناگہانی آفت سے محفوظ رہا جا سکے۔

اور یہ بات یاد رکھیں کہ بعض اوقات پرانا شکاری نیا جال لگا کر شکار کو اپنے جال میں پھنساتا ہے، اس لئے ہوشیار باش، اللہ سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

(سورہ بقرہ قسط137، آیت221) مفتی محمد رضوان

مشرکوں سے نکاح کی ممانعت

وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتَّى يُؤْمِنَّ وَلَأَمَةٌ مُؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى يُؤْمِنُوا وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولَئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ وَيُبَيِّنُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۲۱)

ترجمہ: اور نکاح نہ کرو تم مشرک عورتوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں، اور یقیناً مومن باندی بہتر ہے مشرک عورت سے، اگرچہ وہ اچھی لگے تم کو، اور نہ نکاح کرو تم مشرک مَردوں سے یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں، اور یقیناً مومن غلام بہتر ہے مشرک سے، اگرچہ وہ اچھا لگے تم کو، یہ لوگ دعوت دیتے ہیں تم کو آگ کی طرف، اور اللہ دعوت دیتا ہے جنت اور مغفرت کی طرف اپنے حکم سے، اور کھول کر بیان کرتا ہے اپنی آیات کو لوگوں کے لئے، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت میں مومنوں کو مشرک عورتوں سے نکاح کرنے سے منع کیا گیا ہے، تاآنکہ وہ ایمان نہ لے آئیں، اور مشرک عورت کے مقابلہ میں مومن باندی کو بہتر قرار دیا گیا ہے، اگرچہ مشرک عورت، مومن باندی کے مقابلہ میں حسن وخوبصورتی وغیرہ کی وجہ سے اچھی کیوں نہ لگے، اور یہی حال مشرک مَردوں سے مومن عورتوں کے نکاح کا بھی ہے کہ مومن عورتوں کا مشرک مَردوں سے نکاح جائز نہیں، تاآنکہ وہ ایمان نہ لے آئیں، اور مشرک مرد سے مومن غلام بہتر ہے، اگرچہ مشرک مرد، مومن غلام کے مقابلہ میں حسن وخوبصورتی وغیرہ کی وجہ سے اچھا کیوں نہ لگے۔

پھر فرمایا کہ مشرک لوگ تمہیں آگ یعنی جہنم کی طرف دعوت دیتے اور لے جاتے ہیں، اور اللہ جہنم سے بچاکر جنت اور مغفرت کی طرف دعوت دیتا اور لے جاتا ہے، اور اللہ اپنی آیات واحکام کو واضح کرکے اور

کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ انسان نصیحت حاصل کریں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ (وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ)فَحَجَزَ النَّاسُ عَنْهُنَّ حَتّٰى نَزَلَتِ الَّتِي بَعْدَهَا (اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ)فَنَكَحَ النَّاسُ نِسَاءَ أَهْلِ الْكِتَابِ (المعجم الكبير للطبراني، رقم الحديث ١٢٦٠٧) [1]

ترجمہ: (سورہ بقرہ کی) جب یہ آیت نازل ہوئی کہ:

”وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ“

”اور نکاح نہ کروتم مشرک عورتوں سے، یہاں تک کہ وہ ایمان لے آئیں“

تو لوگ ان سے نکاح کرنے سے رک گئے، یہاں تک کہ اس کے بعد (سورہ مائدہ کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ:

”اَلْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ“

”آج حلال کردی گئیں تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں، اور اہلِ کتاب (یعنی یہود وعیسائی) کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے اور تمہارے لیے پاک دامن مسلمان عورتیں حلال ہیں اور ان میں سے پاک دامن عورتیں بھی جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے (یعنی یہودی وعیسائی عورتوں سے)“

جس کے بعد لوگوں نے اہلِ کتاب کی عورتوں سے نکاح کیا (طبرانی)

حضرت ابوالزبیر سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: نِسَاءُ أَهْلِ الْكِتَابِ لَنَا حِلٌّ، وَنِسَاؤُنَا عَلَيْهِمْ

---

[1] قال الهيثمي: رواه الطبراني، ورجاله ثقات (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٧٤٤٣، باب في نساء أهل الكتاب)

حَرَامٌ(مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ١٠٠٨٢)

ترجمہ: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اہلِ کتاب کی عورتیں ہمارے لئے حلال ہیں، اور ہماری عورتیں ان پر حرام ہیں (عبدالرزاق)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح کا مضمون دیگر سندوں سے بھی مروی ہے۔ [1]

حضرت زید بن وہب سے روایت ہے کہ:

كَتَبَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: أَنَّ الْمُسْلِمَ يَنْكِحُ النَّصْرَانِيَّةَ، وَالنَّصْرَانِيَّ لَا يَنْكِحُ الْمُسْلِمَةَ(مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ١٠٠٥٨)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (اپنے فیصلہ میں) یہ تحریر فرمایا کہ بے شک مسلم مرد، نصرانی عورت سے نکاح کرسکتا ہے، اور نصرانی مرد، مسلم عورت سے نکاح نہیں کرسکتا (عبدالرزاق)

حضرت شقیق سے روایت ہے کہ:

تَزَوَّجَ حُذَيْفَةُ يَهُودِيَّةً فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ أَنْ خَلِّ سَبِيلَهَا ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ: إِنْ كَانَتْ حَرَامًا خَلَّيْتُ سَبِيلَهَا ، فَكَتَبَ إِلَيْهِ: إِنِّي لَا أَزْعُمُ أَنَّهَا حَرَامٌ وَلَكِنِّي أَخَافُ أَنْ تَعَاطَوا الْمُومِسَاتِ مِنْهُنَّ(مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ١٦٤١٧، باب من كان يَكْرَهُ النِّكَاحَ فِي أَهْلِ الْكِتَابِ)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی عورت سے نکاح کیا، تو ان کی طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تحریر فرمایا کہ آپ اس عورت سے جدائی اختیار کرلیں، حضرت

---

[1] أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ :أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ، أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ، يَسْأَلُ عَنْ نِكَاحِ الْمُسْلِمِ الْيَهُودِيَّةَ وَالنَّصْرَانِيَّةَ، فَقَالَ :تَزَوَّجُوهُنَّ زَمَانَ الْفَتْحِ بِالْكُوفَةِ مَعَ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، وَنَحْنُ لَا نَكَادُ نَجِدُ الْمُسْلِمَاتِ كَثِيرًا، فَلَمَّا رَجَعْنَا طَلَّقْنَاهُنَّ .قَالَ :وَنِسَاؤُهُمْ لَنَا حِلٌّ، وَنِسَاؤُنَا عَلَيْهِمْ حَرَامٌ(المصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ١٢٦٧٧)

حدثنا تميم بن المنتصر قال، أخبرنا إسحاق الأزرق، عن شريک، عن أشعث بن سوار، عن الحسن، عن جابر بن عبد الله قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :نتزوج نساء أهل الكتاب ولا يتزوجون نساء نا .

فهذا الخبر -وإن كان في إسناده ما فيه -فالقول به، لإجماع الجميع على صحة القول به(جامع البيان فی تأويل القرآن،للطبری، رقم الحديث ٤٢٢٤، تفسير سورة البقرة)

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جواب میں تحریر کیا کہ اگر وہ حرام ہو، تو میں اس سے جدائی اختیار کرلوں گا، جس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو یہ تحریر فرمایا کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ وہ حرام ہے، لیکن مجھے یہ خوف ہے کہ کہیں تم ان کی بدکار عورتوں سے نکاح نہ کر بیٹھو(ابنِ ابی شیبہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ تھا کہ مسلمان کے نکاح میں اہلِ کتاب بدکار و بددین عورت کے آنے سے مسلمان کی دنیا وآخرت کو سخت نقصان پہنچتا ہے، اس لئے عام حالات میں مسلمانوں کو یہود یا عیسائی عورت سے نکاح کرنے سے اجتناب کرنے میں ہی عافیت ہے۔

مذکورہ دلائل کے پیشِ نظر غیر مسلموں کے ساتھ مسلمانوں کو ازدواجی اور نکاح کا رشتہ قائم کرنا جائز نہیں۔

لیکن اگر کوئی عورت اصلی اہلِ کتاب (یعنی عیسائی یا یہودی) ہو، تو ضرورت کے وقت اس سے مسلمان مرد کو نکاح کرنا جائز ہے، اگرچہ بلاسخت ضرورت کے مکروہ ہے۔

آج کے غیر مسلم اہلِ کتاب یعنی یہود ونصاریٰ اور ان کے سیاسی مکر وفریب اور سیاسی شادیاں اور مسلم گھرانوں میں داخل ہوکران کو اپنی طرف مائل کرنا اوران کے راز حاصل کرنا وغیرہ، جیسی خرابیاں کثرت سے لازم آتی ہیں۔

اس کے علاوہ اس زمانہ کے یورپ کے بہت سے افراد جو عیسائی یا یہودی کہلائے جاتے ہیں اور مردم شماری کے رجسٹروں میں ان کی قومیت عیسائی یا یہودی لکھی جاتی ہے، ان میں بکثرت ایسے افراد ہیں، جن کو عیسائیت اور یہودیت سے کوئی تعلق نہیں وہ بالکل ملحد اور بے دین ہیں، نہ عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں، یہ نہ انجیل کو نہ موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں، نہ تورات پر، نہ اللہ تعالیٰ پر، نہ آخرت پر، مسلمان مرد کو ایسی عورتوں سے مشرکوں کی طرح نکاح کرنا جائز نہیں۔

اور اصلی اہلِ کتاب یعنی یہود ونصاریٰ کی عورتوں سے مسلمان مردوں کو نکاح کی اجازت کے بھی معنی یہ ہیں کہ اگر نکاح کرلیا جائے تو نکاح صحیح ہوجاتا ہے، اولاد ثابتُ النسب ہوتی ہے، لیکن مسلمان کو اپنے نکاح کے لئے مومن اور دیندار صالح عورت کو تلاش کرنا چاہئے، تاکہ خود اس کے لئے بھی دین میں معین ثابت ہو اور اس کی اولاد کو بھی دیندار ہونے کا موقع میسر آئے اور جب غیر دین دار مسلمان عورت سے نکاح پسند نہیں کیا گیا تو کسی غیر مسلم سے کیسے پسند کیا جاتا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ: لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ، تَرِبَتْ يَدَاكَ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے نکاح چار چیزوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے، ایک تو اس کے مال کی وجہ سے، دوسرے اس کے حسب (ونسب اور خاندان کے اعلیٰ ہونے) کی وجہ سے، تیسرے اس کے حسن وجمال کی وجہ سے، چوتھے اس کے دین کی وجہ سے، تو آپ دین والی عورت سے (نکاح کر کے) کامیابی حاصل کیجئے (ورنہ) آپ کے ہاتھ خاک آلود ہوں (گے) (بخاری)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى إِحْدٰى خِصَالٍ ثَلَاثٍ: تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى مَالِهَا، وَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى جَمَالِهَا، وَتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى دِيْنِهَا، فَخُذْ ذَاتَ الدِّيْنِ وَالْخُلُقِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ (مسند أحمد، رقم الحديث ١١٧٦٥) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورت سے نکاح ان تین خصلتوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، ایک تو عورت سے اس کے مال کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے، دوسرے عورت سے اس کے حسن وجمال کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے، تیسرے عورت سے اس کے دِین کی بنیاد پر نکاح کیا جاتا ہے، تو آپ دِین دار اور با اخلاق عورت کو اختیار کریں (ورنہ) آپ کا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو (گا) (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ عورت سے عام طور پر تین یا چار چیزوں کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے، یا تو عورت کا مالدار ہونا دیکھا جاتا ہے، یا حسن وجمال والی ہونا دیکھا جاتا ہے، یا خاندان اور حسب ونسب کا اچھا اور اعلیٰ ہونا دیکھا جاتا ہے، یا دیندار اور با اخلاق ہونا دیکھا جاتا ہے، تو ان میں سے کامیاب چیز دیندار اور با اخلاق ہونا

---

[1] رقم الحديث ٥٠٩٠، كتاب النكاح، باب الأكفاء في الدين.

[2] قال شعيب الارنؤوط:

صحيح لغيره، وهذا سند حسن(حاشية مسند احمد)

ہے، جس عورت میں یہ صفت موجود ہو، اس کو نکاح کے لئے ترجیح دینا اور انتخاب کرنا چاہئے، جس سے دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل ہوتی ہے، اور اس کی خلاف ورزی میں ناکامی حاصل ہوتی ہے، اسی کو ہاتھ یا دایاں ہاتھ خاک آلود ہونے سے تعبیر کیا گیا، جس کا مطلب یہ ہے کہ دینداری کو نظر انداز کر کے دوسری چیزوں کو ترجیح دینا در حقیقت اپنے ہاتھوں میں مٹی اور خاک کو حاصل کرنا ہے، دین کے مقابلہ میں دوسری چیزوں کی حیثیت مٹی سے زیادہ نہیں ہے، البتہ اگر دینداری کے ساتھ حسن و جمال وغیرہ کی صفت بھی موجود ہو اور دینداری کی بنیاد پر ہی نکاح کیا جائے، تو کوئی حرج والی بات نہیں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا أُنْزِلَتْ: اَلَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ، وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ أَسْفَارِهِ فَقَالَ: بَعْضُ أَصْحَابِهِ قَدْ نَزَلَ فِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ مَا نَزَلَ، فَلَوْ أَنَّا عَلِمْنَا أَيُّ الْمَالِ خَيْرٌ اِتَّخَذْنَاهُ فَقَالَ: أَفْضَلُهُ لِسَانًا ذَاكِرًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا، وَزَوْجَةً مُّؤْمِنَةً تُعِيْنُهُ عَلٰى إِيْمَانِهٖ (مسند احمد) [1]

ترجمہ: جب سورہ توبہ کی یہ آیت نازل ہوئی (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ ”جو لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کے رکھتے ہیں، اور اُن کو اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے“ (تو اُن کو دردناک عذاب کی خوشخبری سُنا دیجئے)

حضرت ثوبان کہتے ہیں کہ ہم رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں تھے، تو آپ کے بعض صحابہ نے عرض کیا کہ سونے، چاندی کے بارے میں تو یہ حکم نازل ہو چکا ہے، تو اگر ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ بہترین مال کون سا ہے؟ تو ہم اُسے لے لیں، تو رسولُ اللہ صلی اللہ

---

[1] رقم الحديث ٢٢٣٩٢، سنن الترمذى، رقم الحديث ٣٠٩٤.

قال شعيب الارنؤوط:

حسن لغيره (حاشية مسند احمد)

وقال الترمذى:

هذا حديث حسن سألت محمد بن إسماعيل، فقلت له: سالم بن أبى الجعد سمع من ثوبان؟ فقال: لا، فقلت له: ممن سمع من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم؟ فقال: سمع من جابر بن عبد الله وأنس بن مالک، وذكر غير واحد من أصحاب النبى صلى الله عليه وسلم.

Idara Ghufran

علیہ وسلم نے فرمایا کہ افضل مال، ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور ایمان والی بیوی ہے، جو مرد کے ایمان پر مدد گار ثابت ہو(یعنی اس کے دین کی حفاظت وترقی کا باعث بنے، یہ سونے چاندی وغیرہ سے افضل مال ہے)(مسند احمد)

اور ایک حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں کہ:

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لِسَانًا ذَاكِرًا، وَقَلْبًا شَاكِرًا، وَزَوْجَةً تُعِيْنُ عَلَى الْآخِرَةِ (مسند احمد،رقم الحديث ٢٣١٠١) ؎1

ترجمہ: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور ایسی بیوی جو آخرت کے کاموں پر مدد کرے(یہ سونے چاندی وغیرہ سب چیزوں سے افضل مال ہے)(مسند احمد)

معلوم ہوا کہ ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والے دل کے ساتھ ساتھ ایسی بیوی جو کہ آخرت کے کاموں میں مرد کی مدد کرے، وہ سونے چاندی وغیرہ سے افضل مال ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا فانی اور آخرت باقی رہنے والی چیز ہے، لہٰذا جو عورت آخرت اور دین کی حفاظت وترقی کا باعث ہو، وہ اس سونے، چاندی وغیرہ جیسے مال سے افضل ہے، جو دنیا ہی میں فنا اور ختم ہونے والا ہے، اور بہت سی صورتوں میں آخرت کے عذاب کا بھی باعث بن جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ : اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ (مسلم) ؎2

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا سامان ہے، اور دنیا کا بہترین سامان نیک صالح عورت ہے(مسلم)

مطلب یہ ہے کہ دنیا کا جو بھی سامان ہے، وہ بہت تھوڑا ہے، اور اس کا نفع وفائدہ جلدی زائل ہونے والی چیز ہے، لیکن نیک صالح عورت دنیا کا ایسا بہترین مال ہے کہ جس کا نفع اور فائدہ دنیا میں بھی حاصل ہوتا ہے، اور آخرت میں بھی۔

؎1 قال شعيب الارنؤوط:حسن لغيره(حاشية مسند احمد)

؎2 رقم الحديث ١٤٦٧ "٦٤"كتاب الرضاع، باب خير متاع الدنيا المرأة الصالحة.

خلاصہ یہ کہ مشرک عورت یا مرد سے مسلمان کا کسی حال میں نکاح جائز نہیں، اور اہلِ کتاب یعنی یہودی یا عیسائی مرد سے مسلمان عورت کا نکاح بھی کسی حال میں جائز نہیں۔

جہاں تک اہلِ کتاب یعنی یہودی یا عیسائی عورت سے مسلمان مرد کے نکاح کا تعلق ہے، تو اگر کوئی عورت تورات، انجیل اور حضرت موسیٰ وعیسیٰ وغیرہ پر ایمان نہ رکھتی ہو، اور وہ ملحد و بے دین ہو، تو اس عورت سے مسلمان مرد کو نکاح کرنا بھی جائز نہیں، البتہ اگر وہ واقعتاً یہودی یا عیسائی عورت ہو، تو اس سے مسلمان مرد کا نکاح درست اور معتبر ہو جاتا ہے، لیکن جب تک مسلمان عورت سے نکاح کرنا ممکن ہو، اس وقت تک اہلِ کتاب عورت سے نکاح کرنا کراہت سے خالی نہیں، اور عام حالات میں فتنہ کا باعث ہے، اس کے بجائے مسلمان مرد کو کسی مومن اور صالح عورت سے نکاح کرنا چاہئے، جس میں دنیا وآخرت کی خیر وبھلائی اور صلاح وفلاح پائی جاتی ہے۔

Idara Ghufran

مطبوعاتِ ادارہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسلسلہ:ارکانِ اسلام — اضافہ وتحقیق شدہ دوسرا ایڈیشن

زکاۃ
کے
فضائل واحکام

قرآن وسنت اوراسلامی فقہ کی روشنی میں زکاۃ کی فرضیت واہمیت
زکاۃ کے فضائل وفوائد، ترکِ زکاۃ کے نقصانات اور وعیدیں، زکاۃ کی اقسام، سونے چاندی، مالِ تجارت اور کرنسی کی زکاۃ اورسائمہ جانوروں کی زکاۃ کے قدیم وجدید مفصل ومدلل باحوالہ احکام
زکاۃ کے متعلق اہم اموروسائل پر علمی وتحقیقی کلام

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ:اصلاحِ افکار

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار
اور
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کے نظریات
کا تحقیقی جائزہ

فلسفہ اورفکرِ ولی اللّٰہی ومولانا عبیدُ اللہ سندھی کے متعلق اہلِ علم واہلِ افتاء کی آرا
تنظیم فکرِ ولی اللّٰہی کی حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کی طرف نسبت کی حقیقت۔
مولانا عبیداللہ سندھی کی طرف منسوب غیر معتدل وشاذ افکار پر کلام
مولانا سندھی اور تنظیمِ فکرِ ولی اللّٰہی کے متعلق متعدد اکابر
اور اہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی آراوتحریرات اور فتاویٰ

مؤلف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

باسمہٖ تعالیٰ

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام) — (اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن)

ماہِ محرم کے فضائل واحکام

اس رسالہ میں قرآن حدیث، فقہ اور سلفِ صالحین کی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی سال کے پہلے مہینے ''محرم الحرام'' کے فضائل، مسائل، احکام ومنکرات کو مدلل ومفصل اورسہل انداز میں جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔اوراسلامی وقمری سَن وماہ کی اہمیت اوراس کے مقابلہ میں دوسرے نظاموں کے حقائق کو واضح کیا گیا ہے اور عاشورہ یعنی دس محرم کے دن کی فضیلت واہمیت اوراس سے متعلقہ احکامات ومنکرات کا جائزہ لیا گیا ہے، نیز اس مہینہ کی نسبت سے معاشرے میں پائی جانے والی غلط فہمیوں کا معتدل وشبت انداز میں ازالہ کیا گیا ہے۔اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی

مؤلف
مفتی محمد رضوان
مدیر
ادارہ غفران چاہ سلطان راولپنڈی پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بسلسلہ:اصلاح وتزکیہ

وساوِس اور حقائق

قرآن وسنت، فقہاء ومحدثین اور اہل السنۃ والجماعۃ کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں وسوسوں کی حقیقت اوران کے احکام، وسوسوں کی اقسام وانواع، وسوسوں کے گناہ ہونے نہ ہونے کا حکم، وسوسوں پرعمل اوران کی تصدیق کے نتائج ونقصانات، وہم اور مالیخولیا کی بیماری کی حقیقت اوراس سے متعلق واقعات، ایمان، گناہ، ناپاکی، حرمت، طہارت، استنجاء، وضو، غسل، نماز، طلاق اور خواب وغیرہ سے متعلق وسوسوں پر تفصیلی کلام، پاکی وناپاکی اور حلت وحرمت سے متعلق اہم اصول اور مسائل، اور ناپاک چیز کو پاک کرنے کی سہل وآسان صورتیں، وسوسوں کے ضرر ونقصان سے حفاظت کا طریقہ۔

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

خوارج اورقرآن حلق سے نیچے نہ اترنے والوں کی قرائت

(قسط1)

کئی احادیث وروایات میں خوارج اورقرآن حلق سے نیچے نہ اترنے والوں کی قرائت اورساتھ ہی ایسے لوگوں کی کچھ دیگر علامات اورنشانیوں کا تذکرہ آیا ہے،اس طرح کی چند احادیث وروایات ذکر کی جاتی ہیں، جن سے حاصل شدہ کچھ فوائد کا ساتھ ساتھ اور اجمالی فوائد کا ذکران شاء اللہ تعالیٰ بعد میں کیا جائے گا۔

(1)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَلا هٰذِهِ الْآيَةَ (فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ)فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:يَكُوْنُ خَلْفٌ مِنْ بَعْدِ سِتِّيْنَ سَنَةً أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا، ثُمَّ يَكُوْنُ خَلْفٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يَعْدُوْ تَرَاقِيَهُمْ، وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثَلَاثَةٌ مُؤْمِنٌ وَمُنَافِقٌ وَفَاجِرٌ قَالَ بَشِيْرٌ:فَقُلْتُ لِلْوَلِيْدِ:مَا هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةُ؟ فَقَالَ:اَلْمُنَافِقُ كَافِرٌ، وَالْفَاجِرُ يَتَأَكَّلُ بِهٖ، وَالْمُؤْمِنُ يُؤْمِنُ بِهٖ(مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے (سورہ مریم کی یہ) آیت تلاوت فرمائی کہ ''فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ ''(یعنی پھرایسے بُرے پیروکارآئیں گے) پھررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ساٹھ سال کے بعد ایسے بُرے پیروکارآئیں گے

---

[1] رقم الحدیث ۳۴۱۶، کتاب التفسیر، تفسیر سورة مریم، ج۲ص۴۰۶، مسند احمد، رقم الحدیث ۱۱۳۴۰.

قال الحاكم: هذا حديث صحيح رواته حجازيون وشاميون أثبات ولم يخرجاه .

وقال الذهبي في التلخيص: صحيح.

قال شعيب الارنؤوط:إسناده حسن(حاشية مسند احمد)

، جو نماز کو ضائع کریں گے، اور اپنی خواہشوں کی اتباع کریں گے، سو یہ لوگ عنقریب ہلاکت میں مبتلا ہوں گے، پھر اس کے بعد ایسے بُرے پیرو کار لوگ آئیں گے، جو قرآن کو پڑھیں گے، مگر قرآن اِن کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، اور قرآن کو تین قسم کے لوگ پڑھتے ہیں، ایک مومن، دوسرے کافر، تیسرے فاجر (یعنی گناہ گار)

بشیر (راوی) کہتے ہیں کہ میں نے ولید (راوی) سے عرض کیا کہ یہ تین قسم کے لوگ کون سے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ منافق تو (اللہ کے نزدیک) کافر ہے (کہ اس کا دل سے قرآن پر ایمان نہیں ہوتا، اگرچہ وہ زبان سے الفاظ تلاوت کرے) اور فاجر (یعنی گناہ گار) قرآن کے ذریعہ سے کھاتا (اور مال بٹورتا) ہے، اور مومن اس پر ایمان لاتا ہے (حاکم)

معلوم ہوا کہ قرآن کی قرائت ایسا شخص بھی کرسکتا ہے کہ جو منافق ہو، اور اس کے دل میں ایمان نہ ہو، وہ الگ بات ہے کہ اس پر کفر کا حکم اس وقت تک نہیں لگایا جاسکتا، جب تک ظاہر میں کوئی کفر والی ایسی بات سامنے نہ آجائے، جس میں تاویل نہ ہوسکتی ہو۔

(2)......حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: یَخْرُجُ فِیْکُمْ قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَکُمْ مَعَ صَلَاتِہِمْ، وَصِیَامَکُمْ مَعَ صِیَامِہِمْ، وَعَمَلَکُمْ مَعَ عَمَلِہِمْ، وَیَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَہُمْ، یَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّیْنِ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ، یَنْظُرُ فِی النَّصْلِ فَلَا یَرٰی شَیْئًا، وَیَنْظُرُ فِی الْقِدْحِ فَلَا یَرٰی شَیْئًا، وَیَنْظُرُ فِی الرِّیْشِ فَلَا یَرٰی شَیْئًا، وَیَتَمَارٰی فِی الْفُوْقِ (بخاری) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ تم میں ایک قوم نکلے گی، تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلہ میں اور دیگر اعمال کو ان کے اعمال کے مقابلہ میں کم تر اور حقیر سمجھو گے، اور وہ قرآن پڑھیں گے، جو اِن کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے وہ ایسے نکل جائیں گے، جیسے تیر شکار سے (آر پار) نکل جاتا ہے کہ شکاری کو نہ تیر کے اگلے حصہ میں کچھ (خون وغیرہ کا اثر) نظر آتا ہے اور نہ تیر کے اوپر

---

[1] رقم الحدیث ۵۰۵۸، کتاب تفسیر القرآن، باب إثم من راء ی بقراء ة القرآن أو تأکل بہ أو فخر بہ.

والے حصہ میں کچھ (خون وغیرہ کا اثر) نظر آتا ہے، اور نہ تیر پر نظر آتا ہے، البتہ اس کے اوپر کچھ (خون وغیرہ لگنے کا) شبہ سا ہوتا ہے (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ اس امت میں کچھ ایسے لوگ برآمد ہوں گے، جو نماز، روزہ بہت اچھے طریقوں پر کریں گے، جن پر دوسرے مومنوں کو رشک محسوس ہوگا اور وہ قرآن کی قرائت کی بھی کریں گے، مگر اس کا اثر دل میں نہ ہوگا، اور یہ لوگ یکلخت دین سے نکل جائیں گے، اور ان پر بعد میں دین کا کوئی اثر نظر نہیں آئے گا، جس طرح سے شکار سے آر پار نکلنے والے تیر پر کوئی خون وغیرہ کا اثر نظر نہیں آتا۔

(3)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، وَيَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ حَتّٰى يَعُوْدَ السَّهْمُ إِلٰى فُوْقِهِ، قِيْلَ مَا سِيْمَاهُمْ؟ قَالَ: سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ أَوْ قَالَ: التَّسْبِيْدُ (بخاری) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (مدینہ منورہ سے) مشرق کی طرف (مثلاً نجد اور عراق وغیرہ) سے کچھ لوگ نکلیں گے اور قرآن پڑھیں گے، جو اِن کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جس طرح تیر شکار سے (آر پار ہو کر) نکل جاتا ہے، پھر وہ لوگ دین میں لوٹ کر نہیں آئیں گے، جب تک کہ تیر اپنی جگہ پر نہ لوٹ آئے (اور تیر کے چلنے کے بعد واپس اپنی جگہ لوٹ کر آنا ممکن نہیں، اسی طرح ان کا بھی دین کی طرف لوٹ کر آنا ممکن نہیں ہوگا) عرض کیا گیا کہ ان کی نشانی کیا ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تحلیق (یعنی بال منڈانا) یا فرمایا کہ تسبید (یعنی بال دور کرنا) (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی ایک نشانی وعلامت یہ ہوگی کہ وہ لوگ بال منڈوائیں گے، اور سر وغیرہ کے بالوں کو صفاچٹ کر کے رکھیں گے۔

(4)......حضرت یزید فقیر سے روایت ہے کہ:

---

[1] رقم الحديث ٧٥٦٢، كتاب التوحيد، باب قراءة الفاجر والمنافق، وأصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم.

وَأَوْصَلْنَا لِلرَّحِمِ، وَأَكْثَرْنَا صَوْمًا، خَرَجُوا عَلَيْنَا بِأَسْيَافِهِمْ، فَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: يَخْرُجُ قَوْمٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ، كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ (مسند احمد، رقم الحديث ١١٤٨٨) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ہم میں کچھ آدمی ہیں، جو ہم سب سے زیادہ قرآن کی تلاوت کرتے تھے، اور ہم سب سے زیادہ نماز پڑھتے تھے، اور ہم سب سے زیادہ (رشتہ داروں کے ساتھ) صلہ رحمی (اور اچھا برتاؤ) کرتے تھے، اور ہم سب سے زیادہ روزے رکھتے تھے، لیکن اب وہ ہمارے اوپر (جنگ کرنے کے لئے) تلواریں سونت کر آ گئے ہیں، تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ (اس امت میں) کچھ ایسے لوگ برآمد ہوں گے، جو قرآن تو پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، اور وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جیسے تیر شکار سے (آناً فاناً) نکل کر آر پار ہو جاتا ہے (مسند احمد)

یہ لوگ جو (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں) صحابۂ کرام اور مسلمانوں کے خلاف اپنی تلواریں سونت کر نکلے تھے، خوارج تھے۔

(5)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قَسْمًا، أَتَاهُ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، اعْدِلْ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ؟ قَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَعْدِلْ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ائْذَنْ لِي فِيهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: دَعْهُ، فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده صحيح (حاشية مسند احمد)

الـرَّمِيَّةِ، يُـنْـظَرُ إِلٰى نَصْلِهٖ فَـلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى رِصَافِهٖ فَـلَا يُوْجَدُ فِيْـهِ شَـيْءٌ، ثُـمَّ يُـنْظَرُ إِلٰى نَضِيِّهٖ فَـلَا يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْءٌ وَهُوَ الْقِدْحُ ،ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى قُـذَذِهٖ فَـلَا يُـوْجَـدُ فِيْـهِ شَيْءٌ، سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، إِحْدَى عَـضُـدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَتَدَرْدَرُ، يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِّنَ النَّاسِ.

قَـالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: فَأَشْهَدُ أَنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْـهَـدُ أَنَّ عَـلِـيَّ بْـنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهٗ، فَأَمَرَ بِذٰلِكَ الـرَّجُـلِ فَـالْتُـمِـسَ، فَوُجِدَ، فَأُتِيَ بِهٖ، حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَيْهِ، عَلٰى نَعْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ نَعَتَ (مسلم) [1]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت (لوگوں میں) مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس ذوالخویصرہ جو بنی تمیم کا قبیلہ ہے، میں سے ایک شخص آیا اور، اس نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! انصاف کرو (تقسیم کرنے میں ظلم و ناانصافی سے کام نہ لو) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری خرابی ہو، اگر میں انصاف نہ کروں گا، تو کون ہے جو (میرے مقابلہ میں) انصاف کرے گا، اور اگر میں نے عدل و انصاف نہ کیا، تو میں بدنصیب اور نقصان اٹھانے والا ہو گیا، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دیجئے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو، پس بے شک اس کے ساتھی ایسے ہیں کہ تمہارا ایک آدمی اپنی نماز کو ان کی نماز سے حقیر و کمتر تصور کرتا ہے، اور اپنے روزے کو ان کے روزے سے حقیر و کمتر تصور کرتا ہے، یہ لوگ قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے گلوں سے آگے نہ بڑھے گا، وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے، جیسا کہ تیر شکار سے (آر پار ہو کر) نکل جاتا ہے کہ تیر انداز تیر کے بھالہ کو دیکھتا ہے تو اس میں کوئی چیز (خون کا نشان وغیرہ) نہیں پاتا، پھر تیر کے کنارے کو دیکھتا ہے، تو اس میں کوئی چیز (خون کا نشان وغیرہ) نہیں پاتا، پھر

[1] رقم الحدیث ۱۰۶۴ "۱۴۸" کتاب الزکاۃ، باب ذکر الخوارج وصفاتھم۔

اس تیر کی لکڑی کو دیکھتا ہے تو کچھ (خون کا نشان وغیرہ) نہیں پاتا، حالانکہ تیر پیٹ کی گندگی اور خون سے گزر کر نکل چکا ہوتا ہے، ان لوگوں کی نشانی یہ ہے کہ ان میں سے ایک آدمی سیاہ رنگ کا ہوگا، اور اس کا ایک شانہ عورت کے پستان یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا، جو تھرتھراتا ہوگا، یہ اس وقت نکلیں گے جب لوگوں میں پھوٹ (اور تفرقہ بازی) ہوگی۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے قتال کیا اور میں آپ کے ساتھ تھا تو آپ نے اس (طرح کے) آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا (جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صفات بیان فرمائی تھیں) وہ آدمی ملا تو اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا، یہاں تک کہ میں نے اسے ویسا ہی پایا، جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا تھا (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجیوں کی جو علامت ونشانی بیان فرمائی تھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ان کے مقابلہ میں اس علامت کے مطابق خارجی لوگ آئے تھے، جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قتال کیا تھا۔ [1]

(6)......حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

بَعَثَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذَهَبَةٍ فِيْ تُرْبَتِهَا، إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: اَلْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيُّ، وَعُيَيْنَةُ بْنُ بَدْرٍ الْفَزَارِيُّ وَعَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيُّ ثُمَّ أَحَدُ بَنِيْ كِلَابٍ، وَزَيْدُ الْخَيْرُ الطَّائِيُّ، ثُمَّ أَحَدُ بَنِيْ نَبْهَانَ، قَالَ: فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ، فَقَالُوْا: أَتُعْطِيْ صَنَادِيْدَ نَجْدٍ وَتَدَعُنَا؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

---

[1] (قال أبو سعيد) أى :الخدرى راوى الحديث (أشهد) أى :أحلف (أنى سمعت هذا من رسول الله - صلى الله عليه وسلم -وأشهد أن على بن أبى طالب قاتلهم وأنا معه) ، أى :فهو ومن معه خير الفرقة (فأمر) أى :على (بذلک الرجل) أى :بطلب ذلک الرجل الذى آيتهم وعلامتهم (فالتمس) بصيغة المجهول أى فطلب وأخذ (فأتى به حتى نظرت إليه على نعت النبى -صلى الله عليه وسلم -الذى نعته) . أى سابقا(مرقاة المفاتيح، ج۹ ص۳۷۹۷، كتاب الفضائل، باب فى المعجزات)

Idara Ghufran

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ إِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِکَ لِأَتَأَلَّفَهُمْ فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ، غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، نَاتِءُ الْجَبِيْنِ، مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ، فَقَالَ: اِتَّقِ اللّٰهَ، يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ إِنْ عَصَيْتُهُ، أَيَأْمَنُنِيْ عَلٰى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمَنُوْنِيْ؟ قَالَ: ثُمَّ أَدْبَرَ الرَّجُلُ، فَاسْتَأْذَنَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فِيْ قَتْلِهٖ ، يَرَوْنَ أَنَّهٗ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ ضِئْضِءِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، وَيَدَعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ(مسلم) [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن کا کچھ سونا، مٹی میں ملا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں اقرع بن حابس حنظلی اور عیینہ بن بدر فزاری اور علقمہ بن علاثہ عامری کو اور ایک بنی بن کلاب کے آدمی کو، اور زید الخیر الطائی کو، پھر ایک بنی نبہان کو دے دیا، تو قریش اس بات پر ناراض ہوئے، اور انہوں نے کہا کہ آپ نجد کے سرداروں کو دیتے اور ہمیں چھوڑ دیتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایسا ان کی تالیفِ قلبی (یعنی دلجوئی) کے لئے کیا ہے، پھر ایک آدمی گھنی ڈاڑھی والا اور پھولے ہوئے رخسار والا، جس کی آنکھیں اندر گھسی ہوئی تھیں، اور پیشانی اُبھری ہوئی تھی، اور سر کے بال مونڈے ہوئے تھے، اس نے آ کر کہا کہ اے محمد! اللہ سے ڈرو (اور انصاف کرو) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں (ظلم و ناانصافی کرکے) اللہ کی نافرمانی کروں، تو پھر کون ہے جو اللہ کی فرمانبرداری (اور عدل وانصاف) کرے، یہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے، اللہ نے مجھے امین بنایا اہلِ زمین پر، اور تم مجھے امانتدار نہیں سمجھتے، وہ آدمی چلا گیا تو قوم میں سے ایک شخص نے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے) اس کے قتل کرنے کی اجازت طلب کی جو کہ غالباً حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ تھے، تو رسول اللہ صلی

---

[1] رقم الحدیث ۱۰۶۳ ''۱۴۳'' کتاب الزکاۃ، باب ذکر الخوارج وصفاتھم.

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس آدمی کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے، جو قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا، وہ لوگ اہلِ اسلام کو قتل کریں گے، اور بت پرستوں (یعنی مشرکوں) کو چھوڑیں گے، اور وہ اسلام سے ایسے نکل جائیں جس طرح تیر شکار سے آر پار ہو کر نکل جاتا ہے، اگر میں ان کو پاتا تو انہیں قومِ عاد کی طرح (یعنی سب کو) قتل کرتا (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوارج کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے، اور مشرکوں اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے۔ [1]

(7)......اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ:

بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ، بِذَهَبَةٍ فِيْ أَدِيْمٍ مَقْرُوْظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا، قَالَ: فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ: بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ، وَالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ، وَزَيْدِ الْخَيْلِ، وَالرَّابِعُ إِمَّا عَلْقَمَةُ بْنُ عُلَاثَةَ، وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ: كُنَّا نَحْنُ أَحَقَّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ، قَالَ: فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَلَا تَأْمَنُوْنِيْ؟ وَأَنَا أَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَاءِ، يَأْتِيْنِيْ خَبَرُ السَّمَاءِ صَبَاحًا وَمَسَاءً قَالَ: فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ، نَاشِزُ الْجَبْهَةِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوْقُ الرَّأْسِ، مُشَمَّرُ الْإِزَارِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اتَّقِ اللّٰهَ، فَقَالَ: وَيْلَكَ أَوَلَسْتُ أَحَقَّ أَهْلِ الْأَرْضِ أَنْ يَتَّقِيَ اللّٰهَ قَالَ: ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ، فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَلَا أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ: لَا، لَعَلَّهُ أَنْ يَكُوْنَ يُصَلِّيْ قَالَ خَالِدٌ: وَكَمْ مِنْ مُصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهِ مَا لَيْسَ فِيْ قَلْبِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّيْ لَمْ أُوْمَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوْبِ النَّاسِ، وَلَا أَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ قَالَ: ثُمَّ نَظَرَ إِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ، فَقَالَ: إِنَّهُ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ، رَطْبًا لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ قَالَ: أَظُنُّهُ قَالَ:

---

[1] آج بھی کئی ایسے ہی نام نہاد مسلمان ہیں، جو جہاد وقتال کا لیبل لگا کر مسلمانوں کو قتل کرتے اور مارتے ہیں، اور مشرکوں اور ہندوؤں کو کچھ نہیں کہتے، بلکہ ان کے ساتھ مل کر یا ان کے کہنے پر ایسا کرتے ہیں۔ اللہ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

Idara Ghufran

لَئِنْ أَدْرَكْتُهُمْ لَأَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ (مسلم) [1]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یمن سے کچھ سونا سرخ رنگے ہوئے کپڑے میں بند کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا، جس کو مٹی سے الگ نہیں کیا گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید خیل اور چوتھے علقمہ بن علاثہ یا عامر بن طفیل کے درمیان تقسیم کردیا، تو آپ کے پاس موجود ساتھیوں میں سے ایک آدمی نے کہا کہ ہم اس کے (ملنے کے) زیادہ حقدار تھے، یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھے امانتدار نہیں سمجھتے؟ حالانکہ میں آسمانوں کا امین ہوں، میرے پاس آسمان کی خبریں صبح شام آتی ہیں، تو ایک آدمی دھنسی ہوئی آنکھوں والا، بھرے ہوئے گالوں والا، ابھری ہوئی پیشانی والا، گھنی داڑھی والا، مونڈے ہوئے سر والا، اونچے ازار والا (یعنی جس کی لنگی ٹخنوں سے خوب اوپر تھی) کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ سے ڈرو (اور عدل وانصاف سے کام لو) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیری خرابی ہو، کیا میں زمین والوں سے زیادہ حقدار نہیں ہوں کہ اللہ سے ڈروں، پھر وہ آدمی لوٹ گیا، تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں اس کی گردن نہ مار ڈالوں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں شاید کہ یہ نماز پڑھتا ہو، حضرت خالد بن ولید نے عرض کیا کہ نماز پڑھنے والے کتنے ایسے ہیں جو زبان سے اقرار (اور ایمان کا اظہار) کرتے ہیں، لیکن دل سے نہیں مانتے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے لوگوں کے دلوں کو چیرنے اور ان کے پیٹ چاک کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو دیکھ کر فرمایا جبکہ وہ پشت پھیر کر جا رہا تھا کہ اس آدمی کی نسل سے ایک قوم پیدا ہوگی جو عمدہ انداز سے اللہ کی کتاب (یعنی قرآن مجید) کی تلاوت (وقرائت) کرے گی، لیکن اللہ کی کتاب ان کے گلے سے نیچے نہ اترے گی، وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے آر پار ہو کر نکل جاتا ہے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اگر

---

[1] رقم الحدیث ١٠٦٤ ''١٤٤'' کتاب الزکاۃ، باب ذکر الخوارج وصفاتهم.

میں ان کو پاؤں تو انہیں قومِ ثمود کی طرح (یعنی سب کے سب کو) قتل کردوں گا (مسلم)

(8)......مستدرک حاکم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ فَجَعَلَ يَضْرِبُ بِيَدِهٖ فِيْهِ، فَيُعْطِيْ يَمِيْنًا وَشِمَالًا، وَفِيْهِمْ رَجُلٌ مُقَلَّصُ الثِّيَابِ، ذُوْ سِيْمَاءَ، بَيْنَ عَيْنَيْهِ أَثَرُ السُّجُوْدِ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْرِبُ يَدَهٗ يَمِيْنًا وَشِمَالًا حَتّٰى نَفِدَ الْمَالُ، فَلَمَّا نَفِدَ الْمَالُ وَلّٰى مُدْبِرًا، وَقَالَ: وَاللّٰهِ مَا عَدَلْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ .قَالَ: فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُ كَفَّهٗ وَيَقُوْلُ: إِذَا لَمْ أَعْدِلْ فَمَنْ ذَا يَعْدِلُ بَعْدِيْ، أَمَا إِنَّهٗ سَتَمْرُقُ مَارِقَةٌ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ إِلَيْهِ حَتّٰى يَرْجِعَ السَّهْمُ عَلٰى فُوْقِهٖ، يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يُحْسِنُوْنَ الْقَوْلَ، وَيُسِيْئُوْنَ الْفِعْلَ، فَمَنْ لَقِيَهُمْ فَلْيُقَاتِلْهُمْ، فَمَنْ قَتَلَهُمْ فَلَهٗ أَفْضَلُ الْأَجْرِ، وَمَنْ قَتَلُوْهُ فَلَهٗ أَفْضَلُ الشَّهَادَةِ، هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ، بَرِيْءَ اللّٰهُ مِنْهُمْ، يَقْتُلُهُمْ أَوْلَى الطَّائِفَتَيْنِ بِالْحَقِّ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے، پھر اپنے ہاتھ اس (مالِ غنیمت) میں ڈالے اور دائیں بائیں طرف کے لوگوں کو کچھ دینے لگے، اور وہاں ایک ایسا آدمی بھی تھا، جس کے کپڑے تنگ تھے، نشانی والا (یعنی عبادت والا) تھا، اس کی آنکھوں کے درمیان سجدہ

---

[1] رقم الحديث ٢٦٥٩، كتاب قتال أهل البغى وهو آخر الجهاد.

قال الحاكم:

هذا حديث صحيح، ولم يخرجاه بهذه السياقة، وعبد الملك بن أبى نضرة من أعز البصريين حديثا، ولا أعلم أنى علوت له فى حديث غير هذا "

وقال الذهبى فى التلخيص:

صحيح.

وقال أبو حذيفة، نبيل بن منصور بن يعقوب بن سلطان البصارة الكويتى:

أخرجه الحاكم (١٥٣/٢)عن مكرم بن أحمد بن محمد بن مكرم القاضى ثنا أبو قِلابة عبد الملك بن محمد بن عبد الله الرقاشى ثنا أبو عتاب به.وقال :هذا حديث صحيح"

قلت :إسناده حسن، سهل وعبد الملك صدوقان، والباقون ثقات(انيس السارى فى تخريج احاديث فتح البارى، ج٨ص ٥٧٩٤، حرف الهاء)

کا نشان تھا (یعنی بظاہر بڑا دیندار و عبادت گزار معلوم ہو رہا تھا) خیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دائیں بائیں لوگوں میں مال تقسیم کیا، یہاں تک کہ وہ مال ختم ہوگیا، جب مال ختم ہوگیا، تو وہ آدمی پیٹھ پھرا کر جانے لگا اور کہنے لگا کہ (اے محمد) اللہ کی قسم! آپ نے آج عدل و انصاف نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم نے اپنے ہاتھ پلٹ کر فرمایا کہ اگر میں انصاف نہیں کروں گا، تو میرے بعد کون انصاف کرے گا، یاد رکھو کہ بے شک دین سے نکلنے والا (ایک گروہ) نکلے گا، یہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جس طریقہ سے تیر شکار سے آر پار ہو کر نکل جاتا ہے، پھر یہ لوگ دین کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے، یہاں تک کہ تیر واپس اپنی جگہ لوٹ کر نہ آجائے (یعنی ان کا دین کی طرف لوٹ کر آنا اسی طرح ناممکن ہوگا، جس طرح تیر کے چلنے کے بعد اپنی جگہ واپس آنا ممکن نہیں ہوتا) یہ لوگ قرآن کو پڑھیں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، ان کی باتیں (بظاہر) اچھی ہوں گی، اور فعل (یعنی اندر سے عمل) بُرا ہوگا، پس جو شخص ان سے ملاقات کرے، تو اسے چاہئے کہ ان سے قتال (یعنی جنگ) کرے، اور جو شخص ان کو قتل کرے گا، تو اس کو افضل ترین اجر حاصل ہوگا، اور جس کو یہ لوگ قتل کریں گے، تو اس کو افضل شہادت حاصل ہوگی، یہ لوگ مخلوق میں بدترین ہوں گے، اللہ ان سے بری ہے، ان کو دو جماعتوں میں سے حق کے زیادہ قریب والی جماعت قتل کرے گی (حاکم)

معلوم ہوا کہ خارجیوں کی جماعت بظاہر دیندار اور عبادت گزار لوگوں کی ہوگی، اور وہ لوگ قرآن بھی پڑھیں گے، لیکن یکدم اور آناً فاناً اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے، کہ ان پر اسلام کا نشان بھی باقی نہیں ہوگا، اور پھر وہ کسی طرح بھی سمجھانے بجھانے کے باوجود، دین اسلام کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان لوگوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جماعت نے قتل کیا تھا، اس لئے وہ جماعت حق کے زیادہ قریب تھی۔ [1]

---

[1] أولى الطائفتين بالحق أخرجه هكذا مختصرا من وجهين وفى هذا وفى قوله صلى الله عليه وسلم تقتل عمارا الفئة الباغية دلالة واضحة على أن عليا ومن معه كانوا على الحق وأن من قاتلهم كانوا مخطئين فى تأويلهم والله أعلم (فتح البارى لابن حجر، ج٦، ص ٦١٩، قوله باب علامات النبوة فى الإسلام، الحديث الثانى والثلاثون حديث أبى سعيد فى ذكر ذى الخويصرة)

Idara Ghufran

(9)......حضرت انس اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما دونوں سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي اِخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ، قَوْمٌ يُحْسِنُونَ الْقِيلَ، وَيُسِيئُونَ الْفِعْلَ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ مُرُوقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَرْجِعُونَ حَتّٰى يَرْتَدَّ عَلٰى فُوقِهِ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيقَةِ، طُوبٰى لِمَنْ قَتَلَهُمْ وَقَتَلُوهُ، يَدْعُونَ إِلٰى كِتَابِ اللّٰهِ، وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ، مَنْ قَاتَلَهُمْ كَانَ أَوْلٰى بِاللّٰهِ مِنْهُمْ. قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا سِيمَاهُمْ؟ قَالَ: اَلتَّحْلِيقُ (مسنداحمد) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں اختلاف اور تفرقہ بازی ہوگی، اور (ایسے وقت) ان میں ایک قوم ایسی نکلے گی جو قرآن پڑھتی ہوگی، لیکن وہ اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، تم ان کی نمازوں کے آگے اپنی نمازوں کو اور ان کے روزوں کے آگے اپنے روزوں کو حقیر و کمتر سمجھو گے (کیونکہ وہ بظاہر بڑی اچھی نماز پڑھیں گے، اور روزے رکھیں گے) وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جیسے تیر شکار سے آر پار ہو کر نکل جاتا ہے، اور پھر یہ لوگ (دین کی طرف) واپس نہیں لوٹیں گے، یہاں تک کہ تیر (چلنے کے بعد) اپنی کمان میں واپس آجائے (مطلب یہ ہے کہ جس طرح تیر چلنے کے بعد اپنی کمان میں کبھی واپس نہیں آسکتا، یہ لوگ بھی دین میں کبھی واپس نہ آئیں گے) یہ لوگ (انسانوں اور جانوروں میں) بدترین مخلوق ہوں گے، اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جو انہیں قتل کرے اور وہ اسے قتل کریں (یعنی ان کو قتل کرنا بھی خوشخبری اور بڑے اجر و ثواب کا باعث

---

[1] رقم الحدیث ۱۳۳۳۸، مسند ابی یعلیٰ، رقم الحدیث ۳۱۱۷، مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۲۶۴۹.

قال شعيب الارنؤوط:

إسناده عن أنس صحيح، رجاله ثقات رجال الشيخين(حاشية مسند احمد)

وقال حسين سليم أسد الداراني:

إسناده صحيح(حاشية ابى يعلىٰ)

ہے،اور جس شخص کو یہ لوگ قتل کریں گے،اس کی شہادت بھی بڑے اجروثواب والی ہے) وہ کتابُ اللہ(یعنی قرآن مجید) کی طرف دعوت دیتے ہوں گے(مثلاً قرآن مجید کی جہادو قتال والی آیات پیش کر کے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر مسلمانوں سے قتال کرنے کی دعوت دیں گے) لیکن ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا(کیونکہ وہ قرآن مجید سے غلط مطلب نکالیں گے) جو ان سے قتال کرے گا وہ اللہ کا بہت مقرب ہوگا،صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ان کی علامت اور نشانی کیا ہوگی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کی علامت بال منڈوانا ہوگی(مسند احمد)

اس سے معلوم ہوا کہ خارجی لوگ نماز روزہ جیسے اعمال اور قرآن مجید کی قرائت کے اعتبار سے بظاہر دیندار ہوں گے بلکہ نماز روزہ، کے اتنے پابند ہوں گے کہ صحابہ کرام کو اپنے اعمال ان کے سامنے تھوڑے معلوم ہوں گے،مگر وہ دین سے یکلخت نکل جائیں گے،اور قرآن مجید کو ڈھال بنا کر لوگوں کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کریں گے،لیکن درحقیقت قرآن سے ان کا حقیقی تعلق نہ ہوگا،اور ان کی نشانی بال منڈانا ہوگی،اور یہ جس مسلمان کو قتل کریں گے،اس کو عمدہ شہادت حاصل ہوگی،رہا ان کو قتل کرنے کا معاملہ تو بعض روایات میں ان کے قتل کرنے کی ممانعت آئی ہے،اور بعض میں ان کو قتل کرنے کا حکم آیا ہے۔

دونوں قسم کی روایات کے پیش نظر محدثین نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمانوں کے خلاف قتال کے لئے اٹھ کھڑے ہوں تو پھر ان کو باغی ہونے کی وجہ سے قتل کیا جائے گا،اسی طرح اگر ان سے اسلام کے خلاف ایسی بات ظاہر ہو، کہ جو کفر کا باعث ہو اور کوئی تاویل بھی نہ ہوسکتی ہو،تب بھی اسلامی حکومت ثبوت کے بعد قتل کا حکم دے گی،ورنہ ان کو قتل نہ کیا جائے گا،جیسا کہ آخر میں آتا ہے۔

(10)......حضرت شریک بن شہاب سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ أَتَمَنّٰى أَنْ أَرَى رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُحَدِّثَنِيْ عَنِ الْخَوَارِجِ قَالَ: فَلَقِيْتُ أَبَا بَرْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ يَوْمِ عَرَفَةَ فِيْ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا بَرْزَةَ، حَدِّثْنَا بِشَيْءٍ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الْخَوَارِجِ: قَالَ: أُحَدِّثُكَ مَا سَمِعَتْ أُذُنَایَ، وَرَأَتْ عَيْنَایَ، أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَنَانِيْرَ مِنْ أَرْضٍ فَكَانَ

يَقْسِمُهَا وَعِنْدَهُ رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ، عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ، بَيْنَ عَيْنَيْهِ أَثَرُ السُّجُودِ، فَتَعَرَّضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَاهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ، فَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئًا، فَأَتَاهُ مِنْ قِبَلِ شِمَالِهِ، فَلَمْ يُعْطِهِ شَيْئًا، فَأَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ مَا عَدَلْتَ مُنْذُ الْيَوْمِ فِي الْقِسْمَةِ .فَغَضِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: اَ تَجِدُوْنَ بَعْدِيْ أَحَدًا أَعْدَلَ عَلَيْكُمْ قَالَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: يَخْرُجُ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَيْهِمْ هٰكَذَا يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَرْجِعُوْنَ إِلَيْهِ، وَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى صَدْرِهِ، سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ، لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ (مستدرک حاکم) [1]

ترجمہ: میں یہ تمنا کیا کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام میں سے کسی کو دیکھوں، اور وہ مجھ سے خوارج (یعنی خارجیوں) کے بارے میں حدیث بیان کرے، تو میں نے حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ سے یومِ عرفہ میں ان کے چند ساتھیوں کی معیت میں ملاقات کی، تو میں نے (موقع غنیمت سمجھتے ہوئے) عرض کیا کہ اے ابوبرزہ! ہم سے خوارج (یعنی خارجیوں) کے بارے میں وہ چیز بیان کیجئے، جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ

---

[1] رقم الحديث ٢٦٤٧، كتاب قتال أهل البغي وهو آخر الجهاد، مُصنف ابن أبي شيبة، رقم الحديث ٣٩٠٧٢.

قال الحاكم :

هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه.

وقال أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل البوصيري:

رواه أبوبكر بن أبي شيبة والنسائي في الكبرى ورواته ثقات (اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، تحت رقم الحديث ٧٥٠٠ "١"، باب في التلاعن وتحريم دم المسلم)

وقال ابن حجر :

شريك بن شهاب الحارثي البصري مقبول من الرابعة (تقريب التهذيب، ج ١، ص ٢١٧)

وقال الالباني:

قال الحاكم " :صحيح على شرط مسلم "، وأقره الذهبي فلم يتعقبه بشيء ، والأزرق هذا لم يخرج له مسلم شيئا وإنما هو من رجال البخاري، فالحديث صحيح فقط (سلسلة الأحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٢٤٠٦)

Idara Ghufran

علیہ وسلم سے سنی ہو، تو حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ سے وہ چیز بیان کروں گا، جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے کانوں سے سنی اور اپنی آنکھوں سے دیکھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی علاقہ سے کچھ دنانیر (یعنی اس زمانہ کے سونے کے سکّے) لائے گئے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو (مستحقین میں) تقسیم فرما رہے تھے، آپ کے پاس اس وقت ایک ایسا کالا شخص تھا، جس کے بال اکھڑے ہوئے تھے (یعنی بالکل بال نہیں تھے) اس نے دو سفید کپڑے پہن رکھے تھے، اس کی آنکھوں کے درمیان سجدہ کا نشان تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے چہرے کی طرف سے آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ نہیں دیا، پھر آپ کی بائیں طرف سے آیا، پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کچھ نہیں دیا، پھر آپ کی پچھلی جانب سے آیا، اور کہا کہ اللہ کی قسم! اے محمد! آپ نے آج مال تقسیم کرنے میں عدل وانصاف سے کام نہیں لیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر غصہ آ گیا، اور فرمایا کہ تم میرے بعد کسی کو بھی مجھ سے (زیادہ) عدل وانصاف کرنے والا نہیں پاؤ گے، یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمائی، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (مدینہ منورہ سے) مشرق کی طرف سے کچھ لوگ نکلیں گے، جن کا طریقہ اسی طرح قرآن کو پڑھنا ہوگا، مگر وہ قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جس طرح سے کہ تیر آناً فاناً شکار سے آر پار ہو کر نکل جاتا ہے، پھر وہ دین کی طرف لوٹ کر نہیں آئیں گے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ اپنے سینہ پر رکھا، اور فرمایا کہ ان کی علامت بال منڈانا ہوگا، وہ اسی طرح برقرار رہیں گے، یہاں تک کہ ان میں آخری شخص برآمد ہوگا، پس جب تم ان لوگوں کو دیکھو، تو ان کو قتل کر دو (حاکم)

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خارجی لوگ اس امت میں باقی رہیں گے، اور کئی دوسری روایات میں یہ بھی ہے کہ وہ دجال کی آمد تک نکلتے رہیں گے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

(11)......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِيْكُمْ قَوْمًا يَتَعَبَّدُوْنَ حَتّٰى يُعْجِبُوْا النَّاسَ وَتُعْجِبَهُمْ أَنْفُسُهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ

(مسند أبی یعلی، رقم الحدیث ۴۰۶۶) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اندر کچھ لوگ پیدا ہوں گے، جو ایسی عبادت کریں گے کہ دوسرے لوگوں کو ان کی عبادت پر (بظاہر اچھی ہونے کی وجہ سے) تعجب ہوگا، اور وہ لوگ اپنے آپ کو اچھا (اور درست وصحیح راستہ پر) سمجھیں گے، مگر وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جس طرح سے کہ ایک تیر شکار سے آر پار ہو کر نکل جاتا ہے (ابویعلیٰ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ خارجی لوگوں کی عبادت بظاہر اچھی بھلی ہوگی، اور وہ بھی اپنے آپ کو دوسروں سے اچھا سمجھیں گے، مگر وہ لوگ دین سے نکل جائیں گے۔

(12)......حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ اِخْتِلَافٌ وَفُرْقَةٌ، يَخْرُجُ مِنْهُمْ قَوْمٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ ، سِيْمَاهُمُ الْحَلْقُ وَالتَّسْبِيْتُ ، فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمْ فَأَنِيْمُوْهُمْ التَّسْبِيْتُ يَعْنِيْ: اِسْتِئْصَالَ الشَّعْرِ الْقَصِيْرِ (مسنداحمد، رقم الحدیث ۱۳۰۳۶) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میری امت میں اختلاف اور تفرقہ بازی ہوگی، اور (اختلاف وتفرقہ بازی کے وقت) ان میں ایک قوم ایسی نکلے گی جو قرآن پڑھتی ہوگی، لیکن وہ اس کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، ان کی نشانی بال منڈوانا اور تسبیت ہوگا، جب تم انہیں دیکھو تو قتل کردو، اور تسبیت کا مطلب چھوٹے بالوں کو جڑ سے ختم کرنا ہے (مسند احمد)

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خارجی لوگوں کا خروج اس وقت ہوگا، جب امت میں اختلاف وانتشار ہوگا، اور ان کی علامت بال صاف کرنا اور منڈانا ہوگی، جس کا کئی دوسری روایات میں بھی ذکر آیا ہے۔

---

[1] قال حسین سلیم أسد الدارانی:
إسنادہ صحیح (حاشیة مسند ابی یعلیٰ)

[2] قال شعیب الارنؤوط:
إسنادہ صحیح (حاشیة مسند احمد)

(13)......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :یَخْرُجُ قَوْمٌ فِیْ آخِرِ الزَّمَانِ، أَوْ فِیْ ھٰذِہِ الْأُمَّۃِ، یَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ، لَا یُجَاوِزُ تَرَاقِیَھُمْ، أَوْ حُلُوْقَھُمْ، سِیْمَاھُمُ التَّحْلِیْقُ، إِذَا رَأَیْتُمُوْھُمْ أَوْ إِذَا لَقِیْتُمُوْھُمْ فَاقْتُلُوْھُمْ(سنن ابن ماجہ) ؎1

ترجمہ: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں یا اس امت میں کچھ لوگ نکلیں گے، جو قرآن کی قرائت کریں گے، قرآن اُن کے گلے یا حلق سے آگے نہیں بڑھے گا، ان کی نشانی بال منڈانا ہے، جب تم انہیں دیکھو، یا ان سے ملاقات کرو، تو ان کو قتل کردو(ابنِ ماجہ)

(14)......حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْجِعْرَانَۃِ مُنْصَرَفَہٗ مِنْ حُنَیْنٍ، وَفِیْ ثَوْبِ بِلَالٍ فِضَّۃٌ، وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْبِضُ مِنْھَا، یُعْطِی النَّاسَ، فَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ، اِعْدِلْ، قَالَ: وَیْلَکَ وَمَنْ یَّعْدِلُ إِذَا لَمْ أَکُنْ أَعْدِلُ؟ لَقَدْ خِبْتُ وَخَسِرْتُ إِنْ لَمْ أَکُنْ أَعْدِلُ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ:دَعْنِیْ، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَأَقْتُلَ ھٰذَا الْمُنَافِقَ، فَقَالَ:مَعَاذَ اللّٰہِ، أَنْ یَتَحَدَّثَ النَّاسُ أَنِّیْ أَقْتُلُ أَصْحَابِیْ، إِنَّ ھٰذَا وَأَصْحَابَہٗ یَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ، لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَھُمْ، یَمْرُقُوْنَ مِنْہُ کَمَا یَمْرُقُ السَّھْمُ مِنَ الرَّمِیَّۃِ(مسلم) ؎2

ترجمہ: مقامِ جعرانہ پر ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غزوۂ حنین سے لوٹے تھے، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں چاندی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے مٹھی بھر بھر کر (مستحق) لوگوں کو دے رہے تھے، اس آنے والے آدمی نے کہا کہ اے محمد! انصاف کیجئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے لئے ویل (وہلاکت) ہو، کون ہے جو انصاف کرے، جب میں انصاف نہ کروں، اور اگر میں

؎1 رقم الحدیث ۱۷۵، کتاب افتتاح الکتاب فی الإیمان وفضائل الصحابۃ والعلم،باب فی ذکر الخوارج.
قال شعیب الارنؤوط:
إسنادہ صحیح(حاشیۃ سنن ابنِ ماجہ)

؎2 رقم الحدیث۱۰۶۳"۱۴۲"کتاب الزکاۃ،باب ذکر الخوارج وصفاتھم.

عدل و انصاف نہ کروں، تو خائب و خاسر (یعنی نقصان و خسارہ اٹھانے والا) ہوں گا، تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! مجھے اجازت دیجئے، تاکہ میں اس منافق کو قتل کردوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی پناہ! لوگ باتیں کریں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں یہ اور اس کے ساتھی قرآن پڑھتے ہیں لیکن وہ ان کے گلوں سے تجاوز نہیں کرتا (یعنی حلق سے آگے نہیں بڑھتا) اور یہ لوگ قرآن سے ایسے نکل جائیں گے، جیسے تیر اپنے شکار سے آر پار ہو کر نکل جاتا ہے (مسلم)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے واقعات دونوں الگ الگ ہیں، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے واقعے میں علی رضی اللہ عنہ کے سونا بھیجنے کا ذکر ہے، جبکہ مذکورہ روایت میں جعرانہ پر حنین کا مالِ غنیمت تقسیم کرنے کا ذکر ہے۔

اس روایت میں خارجیوں کے قرآن سے نکلنے کا ذکر ہے اور دوسری کئی روایات میں اسلام سے نکلنے کا ذکر ہے، دونوں میں کوئی ٹکراؤ نہیں، کیونکہ قرآن سے نکلنا، اسلام سے نکلنا ہے اور اسلام سے نکلنا، قرآن سے نکلنا ہے۔

(15)......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: يَأْتِيْ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ، حُدَثَاءُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، فَإِنَّ قَتْلَهُمْ أَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (صحیح البخاری) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ نوعمر کم عقل پیدا ہوں گے، جو تمام مخلوق سے بہترین باتیں کریں گے، مگر وہ لوگ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے، جیسے تیر اپنے شکار سے نکل کر آر پار ہو جاتا ہے، ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا، جہاں کہیں تم ان سے ملو تو ان کو قتل کردو، قیامت کے دن اس شخص کے لئے بڑا اجر ہے جو اُن کو قتل کرے گا (بخاری) (جاری ہے......)

---

[1] رقم الحدیث ۳۶۱۱، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الإسلام.

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

حضرت مدنی وحضرت تھانوی کے مولانا سندھی سے متعلق

موقف پر شبہ کا ازالہ

مولانا عبیداللہ سندھی اور تنظیم فکر ولی اللٰہی سے متعلق کتاب کے پہلے ایڈیشن کی اشاعت کے بعد حضرت مدنی اور حضرت تھانوی رحمہما اللہ کی تحریرات پر ایک صاحب کی طرف سے دو شبہے ظاہر کیے گئے۔

ایک یہ کہ مولانا سندھی سے متعلق حضرت مدنی رحمہ اللہ کی جو تحریر کتاب میں شامل کی گئی ہے، وہ حضرت مدنی کی کتاب ''نقشِ حیات'' سے پہلے کی تحریر ہے، اور ''نقشِ حیات'' میں حضرت مدنی نے مولانا سندھی کی خدمات کا اعتراف فرمایا ہے، لہٰذا حضرت مدنی رحمہ اللہ کی طرف منسوب اس تحریر کا اعتبار نہیں کیا جائے گا، اور یہ تحریر بظاہر جھوٹی ہے، جس کی اشاعت کے بعد حضرت مدنی رحمہ اللہ نے اس سے لاعلمی کا اظہار فرمایا تھا۔

دوسرے یہ کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے ''موتمر الانصار'' کے ایک اجلاس کے خطبہ میں یہ فرمایا تھا کہ بیس صفحات پر مشتمل یہ خطبہ مولوی عبیداللہ سندھی کی توجہ کی برکت سے لکھا گیا۔

جس سے معلوم ہوا کہ مولانا سندھی کی حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے بھی تعریف کی ہے، لہٰذا اس کے برعکس حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مولانا سندھی پر رَد پر مشتمل ملفوظ کا اعتبار نہیں ہوگا۔

حضرت مدنی رحمہ اللہ کی تحریر سے متعلق شبہ کا جواب

پہلے شبہ کے جواب میں عرض ہے کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی یہ تحریر دارالعلوم دیوبند کے صدر اور جماعتِ دیوبند کے زعیم ہونے کی حیثیت سے حضرت مدنی رحمہ اللہ کی حیات میں سب سے پہلے سہ روزہ ''مدینہ بجنور'' میں 17 مارچ 1945ء کو شائع ہوئی۔

اور اس کے تقریباً بارہ سال بعد تک حضرت مدنی رحمہ اللہ حیات رہے، اس کے بعد بھی یہ تحریر متعدد اخبارات یا رسائل میں شائع ہوئی، اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کا وصال 1956ء میں ہوا۔

اگر حضرت مدنی نے اس تحریر کے بارے میں لاعلمی کا اظہار فرمایا تھا، تو سوال یہ ہے کہ جب حضرت مدنی کو معلوم ہوگیا تھا کہ ان کے نام سے مولانا سندھی کے بارے میں ایک جعلی مضمون ''مدینہ اخبار'' میں چھپا ہے، تو انہوں نے تحریری طور پر اس کی تردید کیوں نہیں کی، وہ اپنی تردید جمعیۃ علمائے ہند کے ترجمان ''الجمعیۃ'' دہلی یا کسی اور مستند اخبار یا رسالہ میں شائع کرا سکتے تھے۔

پھر اس کے بعد اس تحریر کو متعدد مستند اکابر و اہلِ علم حضرات کی طرف سے باحوالہ نقل کیا جاتا رہا، جن میں مفتی عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مہاجر مدنی (خلیفۂ اجل، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ) اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہٗ، جیسی شخصیات شامل ہیں، نیز پشاور یونیورسٹی کے شعبہ اسلامیات کے سابق سربراہ اور مولانا مدنی رحمہ اللہ کے شاگرد جناب عبدالقدوس قاسمی صاحب نے بھی اپنی مرتبہ ''ذاتی ڈائری'' میں اس تحریر کو شائع کیا ہے، ان کی یہ ڈائری 1946ء میں ''ادبستان''، لاہور سے شائع ہوئی تھی۔

اور یہ حضراتِ گرامی اپنے بڑوں اور بزرگوں کے بارے میں خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ ان کے جن بڑے حضرات نے مولانا سندھی کی خدمات کا جن مواقع پر تذکرہ کیا ہے، اور ان کے افکار پر سکوت اختیار کیا ہے، وہ بھی اپنی جگہ درست ہے، اور جن مواقع پر مولانا سندھی کے بعض افکار کی تغلیط و تردید کی ہے، وہ بھی درست ہے، اور کسی جگہ کے نطق کو اس سکوت پر ترجیح حاصل ہوتی ہے، جو کسی مصلحت پر مبنی ہو۔

علاوہ ازیں مولانا عبدالحمید سواتی صاحب نے بھی اپنی کتاب میں حضرت مدنی رحمہ اللہ کی اس تحریر کا ذکر کیا ہے، اور اس کی تردید نہیں کی۔

پھر ماہنامہ ''الولی'' حیدرآباد کا ایک شمارہ 1994ء میں ''مولانا عبیداللہ سندھی نمبر'' کے طور پر شائع ہوا تھا، جس کے مرتب ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہاں صاحب ہیں، جو مولانا سندھی سے نہ صرف یہ کہ کافی حد تک متاثر ہیں، بلکہ وہ اس سلسلہ میں متعدد تصانیف بھی تحریر کر چکے ہیں، اس نمبر میں مولانا منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ کا ایک مضمون شائع ہوا ہے، جس میں مولانا سندھی کے بارہ میں مولانا مدنی کی مذکورہ تحریر کا بھی ذکر ہے، مولانا منظور نعمانی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''1937ء میں جب انڈیا ایکٹ 1935ء کے تحت ملک کے تمام صوبوں میں قومی حکومتیں قائم ہوئیں، تو (مولانا سندھی کو) ہندوستان آنے کی اجازت ملی، اور وہ غالباً 1939ء میں

تشریف لائے، آتے ہی انہوں نے چند بیانات اخبارات میں دیئے، جو ہم جیسوں کو ہضم نہیں ہوسکے، اور ہم لوگوں نے محسوس کیا کہ مولانا بہت آگے بڑھ گئے ہیں، اسی زمانہ میں صدر کی حیثیت سے جو خطبہ انہوں نے دیا، اور اس میں جو رہنمائی کی، خود جمعیۃ العلماء نے اس کے قبول کرنے سے اپنے کو مجبور سمجھا، اور جہاں تک مجھے یاد ہے اس کے بعد جمعیت کے کسی اجلاس میں مولانا نے صدارت نہیں فرمائی، ممدوح کی ان باتوں کی وجہ سے ان کی وہ علمی ودینی عظمت دل سے بالکل نکل گئی، جو بیسیوں برس سے قائم تھی، بلکہ ایک طرح کا بُعد اور توحش سا پیدا ہوگیا، اور یہ حال تنہا میرا نہیں تھا، جہاں تک یاد ہے ہمارے عام دین حلقے کا یہی حال تھا، یہاں تک کہ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کو دارالعلوم دیوبند کے صدر اور جماعتِ دیوبند کے زعیم کی حیثیت سے ایک مفصل بیان شائع کرنا پڑا، جس میں مولانا سندھی کے مقام اور ان قربانیوں کا پورا اعتراف کرتے ہوئے اُن کی اِن باتوں سے اپنا عدم توافق ظاہر کیا گیا تھا، اور بتایا گیا تھا کہ مولانا کی یہ ذہنی کیفیت اور یہ عدمِ توازن فلاں فلاں اسباب کی وجہ سے ہے'' (ماہنامہ ''الولی'' حیدرآباد، بابت ماہ اگست/ستمبر 1994ء، جلد 17 نمبر 11,12، صفحہ 81,82، مرتب: ڈاکٹر ابوسلمان سندھی شاہجہاں پوری، شعبہ نشرواشاعت: شاہ ولی اللہ اکیڈمی، حیدرآباد، سندھ)

اگر حضرت مدنی رحمہ اللہ کی دارالعلوم دیوبند کے صدر اور جماعتِ دیوبند کے زعیم ہونے کی حیثیت سے یہ تحریر جھوٹی ہوتی، تو ڈاکٹر ابوسلمان صاحب شاہجہاں پوری، حاشیہ یا استدراک میں اس کی تردید کرتے، اور تو اور خود ڈاکٹر ابوسلمان صاحب نے مولانا مدنی رحمہ اللہ کی اس تحریر کے اقتباس کو اپنی کتاب ''امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی: حیات وخدمات'' کے پیشِ لفظ میں (صفحہ نمبر 21,22 پر) شامل کیا ہے۔

مگر بندہ نے حضرت مدنی رحمہ اللہ کی اس تحریر کے اقتباس کے بجائے اس مکمل تحریر کو کتاب ہٰذا میں شامل کیا ہے، اور بعض دوسرے حضرات کی طرح صرف ایک آدھ اقتباس پر اکتفاء نہیں کیا۔

پھر مولانا سندھی کے بعض افکار کے شاذ اور غلط ہونے کا دارومدار صرف حضرت مدنی رحمہ اللہ کی تحریر پر ہی نہیں، بلکہ اکابر ومعاصر اہلِ علم واہلِ قلم حضرات کی متواتر آراء سے بعض افکارِ سندھی کا شاذ اور غلط ہونا ثابت ہے، جن میں سے متعدد حضرات کی مفصل یا مختصر تحریرات کتاب ہٰذا میں شامل ہیں، اور اہلِ انصاف

کے لئے کافی وافی ہیں"وھٰذا ظاھرٌ جدًا وان لم یکن ظاھرًا علٰی من کان عدًا"

مولانا سندھی کے دور کے اکابر و معاصر جید وثقہ حضرات تواتر کے ساتھ مولانا سندھی کے بعض افکار کے شاذ اور خطاء پر مبنی ہونے کی مولانا سندھی کی حیات میں اور ان کی وفات کے بعد تصریح کر چکے ہیں، اور کرتے آئے ہیں، جس سے آزادی کے لئے جدوجہد میں مولانا سندھی کی مخلصانہ خدمات کا انکار مقصود نہیں، بلکہ ان کے حوالہ ونسبت سے شائع غلط دینی افکار ونظریات کی تردید مقصود ہے، خواہ یہ افکار مولانا سندھی سے اختلالِ عقل کی حالت میں صادر ہوئے ہوں، یا کسی اور حالت میں صادر ہوئے ہوں، اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ کرنا اور آخرت پر چھوڑنا چاہئے، اور حسنِ ظن کا تقاضا یہ ہے کہ جو افکار اجتہادی صواب وخطاء کا احتمال رکھنے سے زیادہ غیر مجتہد فیہ ہونے کی حیثیت سے تغلیط وتردید کے متقاضی ہوں، انہیں مولانا سندھی کے ذہنی اختلال پر محمول کیا جائے۔

اور جو افکار اجتہادی خطاء وصواب کا احتمال رکھتے ہیں، ان میں دلائل کے پیشِ نظر مخالف کو اپنی رائے صواب پر اور مولانا سندھی کی رائے خطاء پر مبنی قرار دینے کا بھی حق ہے، لیکن بہر صورت مولانا سندھی کی خدمات اور ان کے اخلاص کا معاملہ اپنی جگہ برقرار ہے۔

اور اس سلسلہ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ حضرت مدنی رحمہ اللہ کی یہ تحریر انتہائی معتدل اور جامع ہے، جس میں مولانا سندھی کی مخلصانہ خدمات کا اعتراف کرنے کے ساتھ ان کے جمہور اہلُ السنۃ والجماعۃ سے مختلف افکار سے براءت کا اعلان اور اس میں مولانا سندھی کی معذوری کی معقول وجہ کا ذکر بھی ہے۔

اور اس کی تائید مولانا ظہور احمد بگوی (متوفیٰ 1945ء) کی ایک تحریر سے بھی ہوتی ہے، جو ماہنامہ "شمس الاسلام" بھیرہ، میں شائع ہوئی، یہ رسالہ انہوں نے 1920/25ء میں جاری کیا تھا، جس کی تاحال اشاعت جاری ہے۔

مولانا ظہور احمد بگوی 1936ء میں سفر حج کے دوران مولانا سندھی سے مکہ مکرمہ میں مل چکے تھے۔

مولانا بگوی اپنی مختصر تحریر میں جو انہوں نے "سندھی فتنہ" کے عنوان سے 1939ء میں شائع کی تھی، اور یہ تحریر مولانا مدنی رحمہ اللہ کی تحریر سے بھی پہلے کی ہے، اور مولانا سندھی کی حیات میں شائع ہوئی تھی، اس میں مولانا بگوی لکھتے ہیں:

سندھی فتنہ: اخبارات میں مولانا عبیداللہ صاحب سندھی کے تازہ "ملفوظات" شائع ہوتے

رہتے ہیں۔طلوعِ اسلام، شحنۂ شریعت اور ضیاء الاسلام و دیگر جرائد نمبر ''برصغیر کے سنجیدہ علمی رسائل'' نے مولانا سندھی کے بیانات پر کافی لے دے کی ہے۔مولانا چاہتے ہیں کہ ہندوستان کے مسلمان فرنگی تہذیب، فرنگی طرزِ تحریر اور فرنگی لباس اختیار کریں۔مولانا کے دماغ میں یورپ کے سفر کے بعد یہ بات جاگزین ہوچکی ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کی آزادی اور ترقی کے لئے فرنگی تمدن کا اختیار کرنا ضروری ہے، یعنی جسمانی غلامی کے بعد اب یورپ کی ذہنی غلامی بھی قبول کر لی جائے۔مولانا کے ان خیالات کو پڑھ کر ہمارے بعض احباب کی رائے ہے کہ ایک دوسرا مشرقی ''مراد خاکسار تحریک کے بانی علامہ عنایت اللہ مشرقی ہیں'' ہندوستان میں نمودار ہوا ہے، جو مسلمانوں کو فرنگی کے آستانہ پر سر جھکانے کی تلقین کر رہا ہے، مگر مجھے اپنے احباب کی رائے سے اتفاق نہیں ہے۔مولانا کی عمر 72 سال سے زائد ہوچکی ہے۔1936ء میں بمقام مکہ مکرمہ اُن کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا تھا۔اُس وقت بھی میں نے یہی رائے قائم کی تھی کہ مولانا کا دماغ حوادثِ دہر کا مقابلہ نہیں کرسکا اور اس میں اختلالِ عظیم واقع ہوچکا ہے۔کسی زمانہ میں مولانا کی قرآن دانی، تدبر و سیاست کا شہرہ تمام دنیا میں پھیل چکا تھا، مگر اب مولانا کا وجود آثارِ قدیمہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے، لہٰذا مراق زدہ اور مالیخولیا کے مریض اور فاتر العقل بزرگ کو اپنے مجذوبانہ کلمات کے لئے معذور قرار دینا چاہیئے۔اس میں جمعیت علماء ہند کے اکابر اور علمائے بنگال کی فہم وفراست پر تعجب ہے کہ وہ مولانا کی گذشتہ اسلامی خدمات کی بنا پر انہیں اپنے جلسوں کی صدارتیں پیش کر کے ایک نئے فتنہ کو ہوا دے رہے ہیں، حالانکہ مولانا کی حقیقی خیر خواہی اس میں ہے کہ دماغ کے بہترین معالجوں کو جمع کر کے اُن کی صحت کا جائزہ لیا جائے اور کچھ عرصہ اُنہیں صحت بخش ادارہ میں رکھ کر اپنے دماغ کا علاج اور مکمل آرام کرنے کا موقع بہم پہنچایا جائے (ماہنامہ ''شمس الاسلام'' بھیرہ، شمارہ اگست ستمبر 1939 ''صفحہ (ش) جلد 10 شمارہ 9-8 موسومہ ''صور اسرافیل نمبر'')

ملحوظ رہے کہ مولانا سندھی صاحب، مارچ 1939ء میں واپس ہندوستان تشریف لائے تھے، اس لئے مولانا ظہور احمد بگوی صاحب کا مندرجہ بالا تبصرہ اس زمانہ کے شروع کا ہے، مولانا سندھی صاحب کا انتقال 22 اگست 1944ء کو، یعنی اس تحریر کی اشاعت کے تقریباً پانچ سال بعد ہوا۔

بلکہ مولانا مدنی رحمہ اللہ کی تحریر بھی مولانا بگوی صاحب کے مضمون کے کئی سال بعد 1945ء میں شائع ہوئی۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب زید مجدہٗ، حضرت مدنی رحمہ اللہ کی تحریر کے متعلق فرماتے ہیں کہ:

''حضرت مدنی قدس سرہٗ العزیز کی یہ تحریر بالکل واضح ہے، جس میں حضرت قدس سرہٗ نے حضرت مولانا عبیداللہ سندھی مرحوم کے مجاہدانہ کارناموں کو بھی واضح فرمادیا ہے، اوراس کے ساتھ ان کے افکارِ شاذہ سے اپنی اور اکابر علمائے دیوبند کی برأت کا بھی اظہار فرمادیا ہے، اور افکار کے بارے میں مولانا سندھی مرحوم کا عذر بھی بیان فرمادیا ہے کہ وہ مسلسل مصائب وشدائد سہنے کے نتیجے میں اختلالِ ذہنی کا شکار ہوگئے تھے، اس حالت میں ان سے جو نظریات وافکار صادِر ہوئے، ان میں وہ خود تو شاید اپنی ذہنی کیفیت کی وجہ سے معذور ہوں گے، لیکن دوسرے لوگوں کو ان افکار میں ان کی اتباع کرنے کے بجائے جمہورِ امت کے مسلک ہی کو اختیار کرنا چاہئے، اور حضرت نے یہ بھی بیان فرمادیا کہ ان کے افکارِ شاذہ کو حضرت شاہ ولی اللہ یا حضرت نانوتوی یا حضرت شیخ الہند کی طرف منسوب کرنا بھی درست نہ ہوگا۔ حضرت مولانا سندھی کے بارے میں اس سے زیادہ معتدل، مستند اور قابلِ اعتماد رائے اور کیا ہوسکتی ہے؟

مولانا سندھی مرحوم کی زندگی کا وہ دور جو حضرت مدنی قدس سرہٗ کے الفاظ میں اختلال یا زیادہ مؤدب محدثانہ اصطلاح میں ''اختلاط'' کا دور تھا، اس کے بارے میں حضرت مدنی قدس سرہٗ متنبہ فرمارہے ہیں کہ ان کے اس دور کے افکار قابلِ اعتماد نہیں ہیں، لیکن اگر کوئی شخص ان کے اسی دور کے افکار کو لے کر بیٹھ جائے، انہیں کو قابلِ اتباع سمجھنے لگے، اور ان ہی افکار کی وجہ سے ان کو امامِ انقلاب یا فکرِ ولی اللّٰہی کا ترجمان قرار دے، تو یہ وہی مغالطہ انگیز طرزِ عمل ہوگا، جس سے برأت کا اظہار حضرت مدنی قدس سرہٗ العزیز نے مولانا سندھی سے انتہائی محبت کے باوجود اپنی دیانت وامانت کے تقاضے سے ضروری سمجھا تھا'' (کتاب ہٰذا، صفحہ ۱۰۰)

ملاحظہ فرمائیے کہ مولانا مدنی رحمہ اللہ کی تحریر مولانا سندھی صاحب کے حوالہ سے کتنی معتدل ہے، اوراس کی تائید مولانا ظہور احمد بگوی صاحب کے مذکورہ مشاہداتی بیان سے بھی ہورہی ہے، اوراس تحریر کے معتدل

ہونے اور حضرت مدنی رحمہ اللہ کی عظیم شخصیت بلکہ دارالعلوم دیوبند کے صدر اور جماعتِ دیوبند کے زعیم ہونے کے پیشِ نظر ہی متعدد حضرات اس تحریر کو نقل کرتے رہے ہیں، تاکہ مولانا سندھی کے متعلق اصل حقیقت سامنے رہے۔

کسی کی تحریکِ آزادی میں مخلصانہ خدمات کے اعتراف سے اس شخصیت کے جملہ افکار سے اتفاق کرنا لازم نہیں آتا، بالخصوص جو افکاران خدمات کے بعد کے ہوں، اور اس شخصیت کے ذہن میں خدمات کے زمانہ کے بعد تغیر پیدا ہوگیا ہو، خواہ اس کی وجہ کوئی بھی ہو، اختیاری یا غیر اختیاری، مثلاً ذہنی اختلال وغیرہ۔

مولانا مدنی کی تصنیف ''نقشِ حیات'' میں مولانا سندھی کے بارے میں مولانا مدنی کے تاثرات کو اسی نظریاتی وخدماتی فرق کے تناظر میں دیکھنا چاہئے، جس میں حضرت مدنی رحمہ اللہ نے تحریک ریشمی رومال (جو آزادئ ہند کی تحریک تھی) میں مولانا سندھی کے کردار کی تعریف کی ہے، یہاں اگر وہ مولانا سندھی کے دینی افکار یا ان کی ذہنی کیفیت کا ذکر کرتے، تو وہ بے محل ہوتا۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی تحریر سے متعلق شبہ کا جواب

جہاں تک دوسرے شبہ کا تعلق ہے کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے اپنے ایک خطبہ میں جو ''موتمر الانصار'' کے اجلاس منعقدہ میرٹھ 1912ء (غالباً ۱۳۳۲ھ) میں پڑھا گیا، اس میں حضرت تھانوی نے فرمایا تھا کہ:

> بیس صفحات پر مشتمل یہ خطبہ مولوی عبیداللہ سندھی کی توجہ کی برکت سے لکھا گیا، اس کے چاہے یہ معنیٰ نہ ہوں کہ مولوی صاحب، صاحبِ تصرف ہیں، لیکن یہ ضرور ہے کہ صاحبِ خلوص ہیں
>
> (ماہنامہ القاسم، دیوبند بابت ماہِ ربیع الثانی، ۱۴۳۰ھ 1912ء، صفحہ ۲۴، بحوالہ مقالات ''مولانا عبید اللہ سندھی سیمینار کراچی'' 1994ء، مرتب ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری، صفحہ ۲۰)

شبہ یہ ہے کہ اس خطبہ میں حضرت تھانوی نے مولانا سندھی کی تعریف کی ہے، لہٰذا حضرت تھانوی کے اس ملفوظ کا اعتبار نہیں ہوگا، جس میں انہوں نے مولانا سندھی کی تردید کی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا یہ خطبہ اُس دور سے پہلے کا ہے، جب مولانا سندھی نے مدرسہ ''نظارۃُ المعارف القرآنیہ'' کے نام سے 1913ء میں دہلی میں قائم کیا تھا، اور اس میں ایک خاص طرز پر تفسیر پڑھانا شروع کی تھی، اور اس کے بعد ہی ان کا خاص طرزِ تفسیر منظرِ عام پر آنا شروع ہوا

تھا، جس کی حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے تردید فرمائی ہے۔
دوسرے حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس خطبہ میں مولانا سندھی کو محض صاحبِ خلوص قرار دیا ہے، اور پھر بعد میں ۱۳۴۴ھ، اور اس کے بعد کے اپنے ملفوظات میں بھی حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے مولانا سندھی کے طرزِ تفسیر سے اختلاف کرنے کے باوجود ان کو مخلص قرار دیا ہے۔
چنانچہ ایک ملفوظ میں فرماتے ہیں:

''مولوی عبید اللہ (سندھی) صاحب مخلص تھے، مگر ایسے ہی تھے جیسے سرسید مخلص تھے، چنانچہ غدر کے بعد کے واقعات ان کے خلوص کے شاہد ہیں'' (کلمۃ الحق، یعنی ملفوظاتِ اشرفیہ، قسط ہشتم)

یہ مکمل ملفوظ کتاب ہٰذا کے شروع میں شاملِ اشاعت ہے۔
اور ایک دوسرے ملفوظ میں حضرت تھانوی فرماتے ہیں:

''فلاں مولوی صاحب، جن کو میں مولویوں کا سید احمد خان کہا کرتا ہوں، یہاں آئے تھے، انہوں نے دہلی میں ایک مدرسہ (نظارۃ المعارف القرآنیہ) جاری کیا تھا، اس میں نئی روشنی کے اصولوں سے بی۔اے والوں کو تفسیر پڑھاتے تھے، یہاں جب آئے میں نے کہا کہ اس کی ضرورت ہی کیا ہے، کہنے لگے کہ قدیم طرز کی تفسیر سے ان لوگوں کو تشفی نہیں ہوتی، اس لئے جدید طرز پر تفسیر پڑھاتا ہوں، اور اس جدید طرز کے متعلق وہ یہ سمجھے ہوئے تھے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے ماخوذ ہے، یہ محض غلط ہے'' (الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، جلد۶ صفحہ۲۷۶، ۲۷۷، ملفوظ نمبر۳۱۷، مجلس بعد نمازِ جمعہ: ۱۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، پاکستان)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے مولانا سندھی کو مخلص تسلیم کرنے کے باوجود نہ صرف یہ کہ ان سے اختلاف کا برملا اظہار فرمایا ہے، بلکہ اس کے ساتھ ہی مولانا سندھی کی اس سمجھ کو بھی محض غلط قرار دیا ہے کہ ان کا طرزِ تفسیر حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ سے ماخوذ ہے۔
مگر آج تک ایک طبقہ مولانا سندھی کی اس سمجھ کو صحیح قرار دے کر تبلیغ واشاعت میں مصروف ہے۔
حالانکہ اس سے زیادہ اعتدال وانصاف اور کیا ہوسکتا ہے کہ اختلاف کے باوجود، دوسرے کے اخلاص وقربانیوں کو تسلیم کیا جائے۔

حضرت تھانوی اور حضرت مدنی رحمہما اللہ وغیرہ کی اس قسم کی تحریرات کو زمانی فرق کے ساتھ ساتھ نظریاتی وخدماتی فرق کے تناظر میں ملاحظہ کرنے سے کئی قسم کے شبہات دور ہوسکتے ہیں، جن کی طرف توجہ نہ ہونے سے متعدد اہلِ علم حضرات بھی مختلف شکوک وشبہات کا شکار ہوجاتے ہیں۔

آخر میں عرض ہے اگر کسی قابلِ عظمت شخصیت کے بعض افکار غلط ہوں، تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اہلُ السنۃ والجماعۃ کے حق پر مبنی افکار ونظریات کا تحفظ کسی ایک شخصیت کے تحفظ سے زیادہ ضروری سمجھا جائے، اور اہلُ السنۃ والجماعۃ سے وابستہ علماء یہ فریضہ ہر زمانے میں دین کے مختلف شعبوں میں سرانجام دیتے چلے آئے ہیں۔

اس لئے وہ حق وباطل میں تلبیس کرنے والے طبقہ کو ہرگز اس کی اجازت نہیں دے سکتے، کہ وہ اپنے آپ کو اہلُ السنۃ والجماعہ کی طرف منسوب کر کے باطل افکار ونظریات کی ان کی طرف نسبت کرے۔ اس سلسلہ کی سازشوں اور غلط فہمیوں کا ازالہ وسدِ باب خود اکابر حضرات بھی کر چکے ہیں، جن میں حضرت تھانوی اور حضرت مدنی جیسے اکابر سرفہرست ہیں۔ اوران کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہمہ وقت پیشِ نظر ہے:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي قَائِمَةً بِأَمْرِ اللهِ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ أَوْ خَالَفَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ ظَاهِرُونَ عَلَى النَّاسِ (صحيح مسلم)

ترجمہ: میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ اللہ کے حکم (یعنی حق) پر قائم رہے گی، اس جماعت کو نہ تو کوئی ملامت کرنے والا اور نہ ہی ان کی مخالفت کرنے والا کوئی نقصان پہنچا سکے گا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم (یعنی موت یا اللہ کی طرف سے قیامت سے پہلے کا خاص وقت) واقع ہوجائے، یہ جماعت لوگوں پر (حق کے ساتھ) قائم وغالب رہے گی (مسلم)

فقط

وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان 09 / جمادی الاولیٰ / 1437ھ 18 / فروری / 2016ء بروز جمعرات

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

Idara Ghufran

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

ملفوظات

دھوپ اور ہواخوری کی ضرورت

(02جنوری2016)

فرمایا کہ جولوگ عمارتوں کے اندر قدرتی روشنی اور فطری ہوا سے دور ہوکر رہتے اور کام کاج کرتے ہیں، انہیں قدرتی اور فطری ہوااور روشنی میں بھی کچھ وقت گزارنا چاہیے، ورنہ مختلف بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں، مجھے کئی مرتبہ مختلف عوارض کی شکایت لاحق ہوئی، تو غور کرنے پر معلوم ہوا کہ قدرتی ہوااور فطری روشنی سے ایک طویل وقت تک دور اور محروم رہنے کی وجہ سے یہ عوارض پیش آرہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب اپنے احباب کی طرف سے توجہ دلانے کے بعد سورج کی فطری روشنی اور قدرتی ہواخوری کا معمول شروع کیا گیا، تو پیش آمدہ جسمانی عوارضات وشکایات سے بحمد اللہ تعالیٰ افاقہ ہوگیا۔

اوراس سلسلہ میں جب ماہرین کی رائے ملاحظہ کی، تو ان سے بھی اس کی تائید حاصل ہوئی کہ قدرتی تازہ ہوااور فطری سورج اور دن کی روشنی کے انسانی جسم اور صحت پر بہت مثبت اور مفید اثرات مرتب ہوتے ہیں، اور جوافراد ان چیزوں سے محروم رہتے ہیں، وہ طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہوجاتے ہیں، اس لئے عمارتوں اور مکانوں کے اندر زیادہ وقت تک رہنے والوں اور بیٹھ کر کام کرنے والوں کواس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے، اور آج کل شہری زندگی میں بہت سے لوگ قدرتی ہوااور فطری روشنی سے محروم رہتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ مختلف عوارض کا شکار ہوجاتے ہیں، اور پھر طرح طرح کے مسائل میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ اللہ حفاظت فرمائے۔ آمین

آج کل کی رسمی پیری مریدی

(03جنوری2016)

فرمایا کہ اکثر وبیشتر مقامات پر آج کل کی پیری مریدی رسمی بن کررہ گئی ہے، اوراس شعبہ میں حقیقی روح بہت کمزور پڑگئی ہے۔

چنانچہ آج کل عام طور پر نہ تو پیری مریدی کی حقیقت کا علم ہے، اورنہ ہی اس کے تقاضوں پر عمل ہے، بلکہ

بہت سے لوگوں نے تو پیری مریدی کو ایک دوکانداری بنالیا ہے، پیر صاحب ایک طرح سے دوکان کھول کر بیٹھ جاتے یں، جہاں مریدین درحقیقت گاہک بن کر آتے ہیں، جتنا امیر گاہک ہوتا ہے، اتنا ہی اچھا اور کامیاب مرید سمجھا جاتا ہے، جو اپنے پیر صاحب کی خدمت میں جھولیاں بھر بھر کر مال پیش کرتا ہے، اور اسی مال کے نتیجہ میں آج کل مریدوں کو آخرت کی بخشش، عذاب سے نجات، اور گویا کے جنت کے حصول کے پروانے دیئے جاتے ہیں، اور بعض اوقات خلافت سے بھی سرفراز کر دیا جاتا ہے۔

یہ سب کچھ دراصل مال اور جاہ کی محبت کے کرشمے ہیں، اس کمبخت جاہ اور مال کی محبت نے اچھے اچھے لوگوں کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ جبکہ تصوف وطریقت میں جن چیزوں کی اصلاح وتزکیہ ہوتا ہے، ان میں مال اور جاہ کی محبت بھی داخل ہے، مگر جب پیر بن کر بھی ان چیزوں کی اصلاح نہ ہوئی، تو پھر تصوف اور طریقت کس چیز کو قرار دیا جائے گا۔ اللہ اس قسم کے فتنوں سے حفاظت فرمائے۔

فروعی مسائل میں تشدد ونکیر سے اجتناب کی ضرورت

(04 جنوری 2016)

فرمایا کہ دین کے فروعی اور مجتہد فیہ مسائل میں جن میں کہ اہلُ السنۃ والجماعۃ کے مشہور فقہائے کرام کی آراء مختلف ہیں، ان میں سے کسی قول کے بارے میں بے جاسختی اور تشدد مناسب نہیں، نہ تو اس سلسلہ کی تبلیغ کرتے وقت اس میں سختی وتشدد اور نکیر کا انداز مناسب نہیں، اور نہ ہی عوام میں سے کسی شخص کے دوسرے قول پر عمل کرنے کی صورت میں اس پر بے جا تشدد ونکیر مناسب ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ وہ دوسرے قول کو راجح سمجھ کر اس پر عمل کر رہا ہو، بلکہ اگر کوئی محقق عالمِ دین تحقیق کے دوران کسی دوسرے فقیہ وامام کے قول کو راجح سمجھے، اور اس پر فتویٰ دے، تو اس پر بھی نکیر نہیں کی جاسکتی، فقہائے کرام کی عبارات میں ان چیزوں کی صراحت ملتی ہے۔

مگر افسوس کہ آج بہت سے حضرات اس سلسلہ میں کئی طرح کی بے اعتدالیوں کا قولاً یا فعلاً ارتکاب کرتے ہیں، اور فروعی مسائل میں جانبِ مخالف قول کی اس طرح تردید کے درپے ہوتے ہیں کہ جیسا کہ وہ کسی فاسق وفاجر اور گمراہ شخص بلکہ دین کے دشمن کا قول ہو، اور اس پر عمل کرنے والا بھی اس کے نتیجہ میں فاسق اور گناہ گار ٹھہرتا ہے، اور اس کے نتیجہ میں در پردہ بڑے بڑے فقہاء وصلحاء بھی زد میں آجاتے ہیں۔

اور علماء کا بڑا طبقہ اس طرح کے فروعی مسائل میں جانبِ مخالف اقوال کی تردید کی تبلیغ میں اپنی صلاحیتوں کو خرچ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس غلو وتشدد سے حفاظت فرمائے۔

مقالات ومضامین (جنت کے قرآنی مناظر: 42) مفتی محمد امجد حسین

ہار جیت کا دن

(ا)...... یَوْمَ یَجْمَعُکُمْ لِیَوْمِ الْجَمْعِ ذٰلِکَ یَوْمُ التَّغَابُنِ وَمَنْ یُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُکَفِّرْ عَنْهُ سَیِّئَاتِهٖ وَیُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِیْنَ فِیْهَا اَبَدًا ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (سورۃ التغابن، رقم الآیۃ ۹)

ترجمہ: جس دن (وہ اللہ) تم سب کو اکٹھا کرے گا جمع ہونے کے دن، وہ دن ہے ہار جیت کا، اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائیں اور نیکی کے کام کریں، تو اللہ ان کی برائیوں کو مٹا دے گا، اور ان کو ایسے باغوں اور محلات میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جو ہمیشہ ان باغوں میں رہنے والے ہوں گے، یہی سب سے بڑی کامیابی ہے (سورہ تغابن) [1]

ہار جیت کے مختلف میدان

دنیا میں آج ہار جیت کے بہت سے میدان انسانوں نے سجا رکھے ہیں، ایک کھیلوں کی دنیا ہے، جو آج کی دنیا کا، جدید تمدن کا سب سے زیادہ مقبول اور چلتا سکہ و من بھاتا مشغلہ ہے، جدید ریاستوں اور سلطنتوں نے اپنے قومی بجٹ، اپنے عوام کے خون پسینے کی کمائی کی بڑی مقدار کھلاڑیوں اور فن کاروں کے لئے رکھی ہوتی ہے، یہ لوگ سٹار، آئیڈیل، ستارے اور نہ جانے کیا کچھ کہلاتے ہیں، اور پرستش کی حد تک پوجے جاتے ہیں، کھیل کود جو ہمیشہ ایک اضافی، ثانوی اور تفریحی مشغلہ تھا، آج گویا کہ مقصدِ زندگی بنا دیا گیا ہے، یہاں ہار جیت کو بارہا وہ حیثیت حاصل ہو جاتی ہے، جو کبھی سلطنتوں اور قہرمان لشکروں کے ٹکراؤ اور جنگ میں ہار جیت کو حاصل ہوتی تھی۔

---

[1] تغابن غبن سے ماخوذ ہے، ''نقصان، خسارہ اور گھاٹے'' کو کہتے ہیں، تغابن اس مادے سے باب تفاعل میں جا کر باہم غبن و خسارے سے بچنے کے لئے بازی لے جانے، اور سبقت لے جانے کے معنیٰ میں آئے گا، اس طرح قیامت کے دن کا یہ نام ہے، ''یوم التغابن'' بمعنیٰ ہار جیت کا دن، اس کا بالکل مناسب وحسبِ حال نام ہے۔

مفسر مقاتل بن حیان سے منقول ہے کہ اس سے بڑھ کر کیا ہار جیت اس دن ہوگی کہ ایک گروہ جنت کی طرف جائے اور دوسرے کو جہنم میں بھیج دیا جائے۔ ''یوم الجمع'' جو اس آیت میں آیا ہے، یہ بھی قیامت کے دن کا نام ہے کہ اس دن تمام خلائق جمع ہوگی، اور ان کی رب کے سامنے پیشی ہوگی۔

Idara Ghufran

الیکشن وانتخاب کا میدان، یونین کونسل اور ڈسٹرکٹ کی سطح سے لے کر ملکی سطح تک یہ بھی ہار جیت کا ایک بڑا میدان بن چکا ہے، جہاں دولت، عزت شہرت اور ہر سطح کی انسانی انفرادی و اجتماعی صلاحیتیں بے تحاشہ استعمال ہوتی ہیں، جیت کیلئے ہر حربہ و ہتھکنڈہ استعمال میں لایا جاتا ہے۔

اخلاقی انسانی قدریں سرِ عام پامال کی جاتی ہیں۔اس طرح اور کیسے کیسے میدان بنی آدم کی ہوس وحرص نے ہار جیت کے اس زیاں خانۂ عالم کی مختصر زندگی میں سجا رکھے ہیں؟ جنہوں نے انسانی معاشرت کی، تمدن و اجتماعیت کی افراد واقوام کی، سلطنتوں اور ریاستوں کی، گروہوں اور جماعتوں کی، قوموں اور قبیلوں کی، تمام صلاحیتوں، وسائل اور تمام وظائفِ حیات کو اپنے گرد گھمار کھا ہے، نتیجہ یہ ہے کہ ہار جیت کے سب سے بڑے میدان، میدانِ حشر، سب سے بڑے دن ''یوم القیامۃ'' سب سے بڑے دنگل ومعرکے، معرکۂ جزا و سزا، سب سے بڑی فیلڈ و پچ پل صراط، سب سے بڑے ایوارڈ و تمغۂ امتیاز، دخولِ جنت، سب سے بڑے غبن وخسارے اور ہار، ابتلاء وعذاب اور دخولِ نار سے انسانی نسلیں بالعموم غافل و بے گانہ ہو چکی ہیں ''الا ما رحم ربی''

قناعت نہ کر عالم رنگ و بو پر — چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں،
اسی روز وشب میں الجھ کر نہ رہ جا — کہ تیرے زمان ومکاں اور بھی ہیں
تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا — ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں

قرآن کا تبصرہ انسانی ہسٹری وتاریخ کے ان مذکورہ تمام مشاغل وکارناموں پر سنو!

وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ.

قسم ہے زمانے کے ان تمام شغل میلوں اور احوال کی، انسانی تاریخ کے تمام ادوار کی، اور عہد بعہد انسانی دلچسپیوں اور مختلف دائروں اور زندگی کے کاروبار کی کہ پوری نسلِ انسانی خسارے میں ہے، گھاٹے اور نقصان میں ہے، باستثنائے چند۔

صنم کدہ ہے جہاں اور مردِ حق ہے خلیل — یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لا الہ میں ہے
مہ وستارہ سے آگے مقام ہے جس کا — وہ مشتِ خاک ابھی آوارگانِ راہ میں ہے

---

(۲)...... رَسُولًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُدْخِلْهُ

جَنَّاتٍ تَجْرِی مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِینَ فِیهَا أَبَدًا قَدْ أَحْسَنَ اللَّهُ لَهُ رِزْقًا (سورة الطلاق، رقم الآیة ۱۱)

ترجمہ:ایک رسول ہے، جوتم پراللہ کی آیات تلاوت کرتا ہے، جوواضح کردینے والی ہیں (حق وباطل کو) تاکہ وہ نکال لے ایمان لانے والوں اور نیک اعمال کرنے والوں کو، اندھیروں سے روشنی کی طرف، اور جو شخص اللہ پرایمان لائے اور نیک کام کرے، تو اللہ اس کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا، جن کے محلات کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی، جواِن میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے، یقیناً خوب ہی روزی اللہ نے ایسے شخص کوعطاء کی ہے (سورہ طلاق)

(۳)...... یَاأَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَی اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا عَسَی رَبُّکُمْ أَنْ یُکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّئَاتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِی مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللَّهُ النَّبِیَّ وَالَّذِینَ آمَنُوا مَعَهُ نُورُهُمْ یَسْعَی بَیْنَ أَیْدِیهِمْ وَبِأَیْمَانِهِمْ یَقُولُونَ رَبَّنَا أَتْمِمْ لَنَا نُورَنَا وَاغْفِرْ لَنَا إِنَّکَ عَلَی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیرٌ (سورة التحریم، رقم الآیة ۸)

ترجمہ:اے ایمان والو! رجوع کرو اللہ کی طرف سچے دل سے توبہ کرتے ہوئے، امید ہے تمہارا پروردگار تمہاری برائیاں (گناہ) مٹادے گا، اور داخل کرے گا تم کو ایسے باغوں میں، جن کے محلات کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جس دن کہ اللہ شرمندہ نہیں کرے گا اپنے پیغمبر کو، اور (اہلِ ایمان) کا نور دوڑتا ہوگا، ان کے آگے اوران کے دائیں جانبوں میں، کہہ رہے ہوں گے اے ہمارے رب! پوری کردے ہمارے واسطے ہماری روشنی (نور) اور معاف کردے ہمیں (ہمارے گناہ اور کمی بیشیاں) یقیناً تو ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے (سورہ تحریم)

توبہ نصوح

خالص، مخلصانہ، پختہ توبہ، اس عزم وارادے سے توبہ کرنا کہ آئندہ گناہ نہ کرے گا، یہ توبہ نصوح ہے، جیسا کہ ائمہ وتابعین سے اس لفظ کی یہی تشریح منقول ہے۔

سلف سے یوں بھی منقول ہے کہ ''توبۃ النصوح'' یہ ہے کہ فی الوقت (زمانہ حال میں) گناہ سے بلاتوقف الگ ہوجائے، اور جو کچھ ہو چکا ہے (اب سے پہلے ماضی میں) اس پر پشیمان ونادم ہو، شرمندہ ہو، اور آئندہ (مستقبل میں) گناہ نہ کرنے کا پختہ عزم ہو، اس طرح توبہ کا تعلق تینوں زمانوں

کے ساتھ ہو گیا۔ [1]

توبہ کو اگر چابی سے تشبیہ دی جائے، تو توبہ کے یہ تین اجزاء جو تین زمانوں سے متعلق ہیں (کہ حال میں گناہ سے بالکل علیٰحدگی، ماضی پر ندامت، آئندہ مستقبل میں نہ کرنے کا عزم بالجزم) یہ اس چابی کے تین دندانے ہیں، اگر چابی کے دندانے پورے ہوں، صحیح اور برابر ہوں، تو وہ تالے کو کھولے گا، خواہ ایک دن میں ستر دفعہ تالا لگ جائے، ہر دفعہ یہ صحیح چابی اسے کھولے گی، لیکن اگر چابی کے دندانے پورے نہ ہوں، درست اور برابر نہ ہوں، تو ایک دفعہ بھی تالے کو نہ کھولے گی، گناہ جب بھی ہو، جتنی بار بھی ہو، توبہ نصوح سے شرم اور عار نہیں کرنی چاہئے کہ اب کس منہ سے توبہ کروں، اتنی بار توڑ چکا ہوں۔

بہت بڑے بادشاہ سے، بہت بڑی بارگاہ سے واسطہ ہے، وہ معاف کرتے نہیں تھکتے، لیکن رحمت کے تالے کھولنے والی اس چابی کے دندانے پورے ہونے چاہئیں، چابی صحیح ہونی چاہئے، ہر بار یہ چابی تالا کھولے گی اور ان شاءاللہ ضرور کھولے گی، شیطان رب کی رحمت سے مایوس نہ کرے، یہ شیطان کا بڑا داؤ ہے۔

شاہی اعلان بارگاہ عزوجلال سے تو یوں ہوا ہے کہ:

قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (سورة الزمر، رقم الآية ۵۳)

ترجمہ: آپ فرما دیجئے اے میرے بندو! جو اپنی جانوں پر ظلم ڈھا چکے ہوں (انتہائی گناہ کر کے اپنی جان کو دوزخ کا ایندھن بنا کر) میری رحمت سے مایوس نہ ہو جانا، یقیناً اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے، وہ تو بڑا ہی غفور ہے رحیم ہے (سورہ زمر)

وَلَا تَيْأَسُوا مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِنَّهُ لَا يَيْأَسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكَافِرُونَ (سورة

---

[1] قال الثورى عن سماک عن النعمان عن عمر قال :التوبة النصوح أن يتوب من الذنب ثم لا يعود فيه أو لا يريد أن يعود فيه .وقال أبو الأحوص وغيره عن سماک عن النعمان :سئل عمر عن التوبة النصوح فقال: أن يتوب الرجل من العمل السيء ثم لا يعود إليه أبدا .وقال الأعمش عن أبى إسحاق عن أبى الأحوص عن عبد الله توبة نصوحا قال :يتوب ثم لا يعود.

وقد روى هذا مرفوعا فقال الإمام أحمد :حدثنا على بن عاصم عن إبراهيم الهجرى عن أبى الأحوص عن عبد الله بن مسعود قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :التوبة من الذنب أن يتوب منه ثم لا يعود فيه تفرد به أحمد من طريق إبراهيم بن مسلم الهجرى، وهو ضعيف، والموقوف أصح والله أعلم .ولهذا قال العلماء :التوبة النصوح هو أن يقلع عن الذنب فى الحاضر ويندم على ما سلف منه فى الماضى ويعزم على أن لا يفعل فى المستقبل، ثم إن كان الحق لآدمى رده إليه بطريقه (تفسير ابن كثير، سورة التحريم، تحت رقم الآية ۸)

یوسف، رقم الآیۃ ۸۷)

ترجمہ: اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوجاؤ، بلاشبہ اللہ کی رحمت سے تو کافر قوم ہی مایوس ہے

(سورہ یوسف) [1]

بازآ بازآ ہر آنچہ ہستی بازآ گر کافر و گبر و بت پرستی بازآ

ایں درگہِ مادر گہِ نا امیدی نیست گر صد بار توبہ بشکستی بازآ

غالب نے کہا تھا:

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب شرم تم کو مگر نہیں آتی

ماضی قریب میں پرتاب گڑھ (انڈیا) کے ایک اللہ والے مولانا احمد صاحب پرتاب گڑھی گزرے ہیں، جو صاحبِ دیوان شاعر بھی تھے، انہوں نے غالب کے اس شعر کی یوں اصلاح کی:

میں اسی منہ سے کعبے جاؤں گا شرم کو خاک میں ملاؤں گا

رو رو کے ان کو مناؤں گا یوں اپنی بگڑی بناؤں گا

---

[1] اس آیت کے تحت اسلام کے نظامِ عقائد میں اللہ کی رحمت سے مایوسی کو کفر قرار دیا گیا ہے، جیسا کہ اللہ کے عذاب اور پکڑ سے بے خوف ہونا بھی کفر ہے)

مقالات ومضامین قاری جمیل احمد

دنیا کی محبت (قسط1)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

حُبُّ الدُّنیَا رَأسُ کُلِّ خَطِیئَةٍ (بیہقی)

ترجمہ: دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔

یعنی اس روئے زمین پر جتنے گناہ ہوتے ہیں، جتنی حق تلفیاں ہوتی ہیں، اور جتنے جرائم ہوتے ہیں، ان سب کے پیچھے دیکھو تو ایک ہی بنیاد ہے، اور وہ بنیاد ہے دنیا کی محبت۔

چور چوری اس لئے کرتا ہے کہ اسکو دنیا کی محبت ہے، شرابی شراب اس لئے پیتا ہے کہ اس کو دنیا کی محبت ہے، بدکاری کرنے والا بدکاری اس لئے کرتا ہے کہ دنیا کی محبت ہے، جھوٹ بولنے والا جھوٹ اس لئے بولتا ہے کہ دنیا کی محبت ہے، جتنے گناہ اور غلط کام ہو رہے ہیں، ان سب کی بنیاد (جڑ) دنیا کی محبت ہے، لہٰذا دنیا کی محبت سے بچو، اور دنیا میں یہ سمجھ کر رہو کہ دنیا ایک ضرورت کی چیز ہے، دنیا کوئی محبت اور دل لگانے کی چیز نہیں ہے، حقیقت یہ ہے کہ محبت اور دل لگانے کی چیز آخرت ہے، دنیا کی زندگی فنا ہونے والی ہے۔

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پاک کا مفہوم ہے فرمایا کہ:

مَنْ أَحَبَّ دُنیَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ، وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنیَاهُ، فَآثِرُوا مَا یَبْقٰی عَلٰی مَا یَفْنٰی (مشکاۃ)

ترجمہ: جو اپنی دنیا سے محبت کرے گا، وہ اپنی آخرت کو نقصان پہنچائے گا، اور جو اپنی آخرت سے محبت کرے گا، وہ اپنی دنیا کو نقصان پہنچائے گا، پس ترجیح دو باقی کو فانی پر۔

سمجھ اور عقل کی بات یہ ہے کہ باقی رہنے والی چیز کو ترجیح دو اس پر جو فنا ہو جانے والی ہے، دنیا تو فنا ہو جائے گی، ہوسکتا ہے کہ آج فنا ہو جائے، یا کل فنا ہو جائے، کچھ معلوم نہیں کہ موت کا فرشتہ عزرائیل کب موت کا پیغام لے کر آجائے، اور روح کو قبض کرلے، تو جس کی موت آگئی، اس کی دنیا فنا ہوگئی، دنیا فنا ہونے کے بعد آخرت ہی آنے والی ہے۔

لہٰذا یہ فنا ہو جانے والی چیز پر باقی رہنے والی چیز کو ترجیح دو، یعنی اپنی آخرت کو ترجیح دو، دنیا میں ضرور رہو، دنیا

کو ضرورت سمجھ کر برتو، دنیا سے محبت اور دل لگا کر نہ رہو۔

بلکہ اپنی دائمی زندگی آخرت کی فکر جاری رکھو، دل میں موت اور آخرت کی یاد بٹھالو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

اَلدُّنْيَا دَارُ مَنْ لَا دَارَ لَهُ، وَمَالُ مَنْ لَا مَالَ لَهُ، وَلَهَا يَجْمَعُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ (مشکاۃ)

یعنی مومن کا گھر یہ دنیا نہیں ہے، مومن کا اصل گھر آخرت ہے، اور جو مومن نہیں ہے، اس کا گھر یہ دنیا ہے، اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں، اور دنیا کے لئے وہ شخص جمع کرتا رہتا ہے، جس کو عقل نہ ہو، اس لئے کہ اگر اس کو سمجھ اور عقل ہوتی، تو آخرت کو ترجیح دیتا اور آخرت کے لئے عمل کرتا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کے ارشاد پاک کا مفہوم ہے کہ:

تم دنیا کے لئے اتنی تیاری کرو، جتنا تم نے دنیا میں رہنا ہے، اور تم آخرت کے لئے اتنی تیاری کرو، جتنا تم نے آخرت میں رہنا ہے (الحدیث)

دنیا کی زندگی بہت ہی مختصر زندگی ہے، اور آخرت کی زندگی ہمیشہ کے لئے ہے، اگر تم دنیا کی مختصر زندگی میں رہ کر اپنی آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی کی فکر کرو گے، تو اس کے نتیجے میں انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا کی زندگی میں بھی چین وسکون حاصل ہوگا، اور اگر تم اپنی آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی سے بے فکر ہو جاؤ گے، تو پھر تمہیں دنیا کی زندگی میں بھی چین وسکون حاصل نہیں ہوگا، کتنے لوگ ہیں، لیکن ان کو چین وسکون حاصل نہیں ہے، کتنے کروڑ پتی ہے، لیکن ان پر درجنوں مقدمات ہیں، کروڑ پتی ہیں، لیکن جیلوں میں بند پڑے ہیں، کتنے کروڑ پتی ہیں، لیکن جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں، کتنے کروڑ پتی ہیں، لیکن روپوشی کی زندگی گزار رہے ہیں، کتنے کروڑ پتی ہیں، لیکن ایسی ایسی پریشانیوں اور مصیبتوں میں پھنسے ہوئے ہیں کہ دل کا چین وسکون ختم ہے، جب دل میں چین وسکون نہیں ہے، تو پھر یہ روپیہ کس کام کا ہے؟ اس روپے کی محبت میں، اس دنیا کی عارضی زندگی کی محبت میں ہم لوگ اپنی آخرت کی ہمیشہ رہنے والی زندگی کو فراموش کر بیٹھے ہیں، جس کے نتیجے میں دنیا کے اندر طرح طرح کے فتنے وفسادات ہو رہے ہیں، اور امن وامان ختم ہوگیا ہے، اگر انسان کو آخرت کی فکر ہو، اور اپنی موت یاد ہو، تو پھر یہ سب فتنے اور فسادات ختم ہوجائیں، اور امن وامان قائم ہوجائے۔

دنیا کی عارضی زندگی کی محبت دل سے نکل جائے، اور آخرت کی فکر پیدا ہوجائے۔

اس کے لئے کسی اللہ والے شخص سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کریں، ایسا اللہ والا شخص، جو کسی اللہ والے شخص کا تربیت یافتہ اور اجازت یافتہ ہو، جو شریعت کی پابندی کرنے والا اور سنتوں پر عمل کرنے والا ہو، اور اس کے پاس بیٹھنے سے آخرت کی فکر بڑھتی ہو، اور دنیا کی محبت کم ہوتی ہو، اور آپ کو اس سے مناسبت ہو، اس سے اپنا اصلاحی تعلق رکھیں اور اصلاحی رابطہ قائم کریں، اپنا کوئی بھی حال ہو، اچھا یا بُرا، اس سے بالکل نہ چھپائیں، زبانی یا لکھ کر اس کی خدمت میں پیش کریں، اور جو کچھ وہ تعلیم دے اس پر دل و جان سے عمل کریں، اور زندگی بھر یہی کرتے رہیں، کبھی کبھی اس کی خدمت میں بیٹھا کریں، اور اپنے حق میں اپنے شیخ کو سب سے بہتر سمجھیں، اور اس کا خوب ادب کریں، اس کے نتیجہ میں انشاء اللہ تعالیٰ دنیا کی محبت کم ہوگی، اور آخرت کی فکر بڑھ جائے گی، دل میں چین و سکون آ جائے گا، اور معاشرے میں امن و امان قائم ہو جائے گا، پھر کوئی کسی کی حق تلفی نہیں کرے گا، کوئی کسی پر ظلم وزیادتی نہیں کرے گا، اور کوئی کسی کی گردن نہیں مارے گا، معاشرے میں چین وسکون لوٹ آئے گا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ صفر: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

☐......ماہِ صفر ۶۵۲ھ: میں حضرت ابومحمد مکی بن مسلم بن مکی بن خلف بن مسلم بن احمد بن محمد بن حصن بن صقر علانی دمشقی طیبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص ۲۸۷)

☐......ماہِ صفر ۶۵۳ھ: میں حضرت ابومحمد صقر بن یحییٰ بن سالم بن یحییٰ بن عیسیٰ بن صقر کلبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص ۳۰۶)

☐......ماہِ صفر ۶۵۴ھ: میں حضرت ابوبکر عبداللہ بن ابی المجد حسن بن حسن بن علی بن عبدالباقی بن محاسن انصاری دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص ۳۰۹)

☐......ماہِ صفر ۶۵۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن حسین موصلی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص ۳۶۰)

☐......ماہِ صفر ۶۵۷ھ: میں حضرت ابوالحسین احمد بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن قاسم بن سراج انصاری اشبیلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص ۳۳۲)

☐......ماہِ صفر ۶۵۸ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن برکات بن ابراہیم بن خشوعی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص ۳۴۳)

☐......ماہِ صفر ۶۵۸ھ: میں حضرت ابوطالب عبدالرحمٰن بن عبدالرحیم بن صدر ابی طالب عبدالرحمٰن بن حسن بن عجمی حلبی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (سیر اعلام النبلاء ج۲۳ ص ۳۴۹)

☐......ماہِ صفر ۶۶۳ھ: میں حضرت عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن راجح مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذهبی ج ۱ ص ۳۵۴)

☐......ماہِ صفر ۶۷۳ھ: میں حضرت ابوزکریا یحییٰ بن ابی منصور بن ابی الفتح حیشی حرانی حنبلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذهبی ج ۲ ص ۳۷۸)

☐......ماہِ صفر ۶۸۱ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن یحییٰ بن علوی قرشی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذهبی ج ۱ ص ۱۳۰)

Idara Ghufran

❑......ماہِ صفر ۶۸۱ھ: میں حضرت عماد الدین اسماعیل بن اسماعیل بن جوسلین بعلی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی ج ۱ ص ۱۷۲)

❑......ماہِ صفر ۶۹۳ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبدالعزیز بن ابی عبداللہ بن صدقہ دمیاطی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی ج ۲ ص ۲۱۸)

❑......ماہِ صفر ۶۹۴ھ: میں حضرت ابوبکر محفوظ بن معتوق بن ابی بکر بن بزوری بغدادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی ج ۲ ص ۱۲۸)

❑......ماہِ صفر ۶۹۵ھ: میں حضرت ابوعبداللہ احمد بن حمدان بن شبیب بن حمدان بن شبیب بن حمدان بن حمود بن شبیب بن سابق بن وثاب حرانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی ج ۱ ص ۴۱)

❑......ماہِ صفر ۶۹۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ مد بن جوہر بن محمد بن مالک مقری صوفی ملقن رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی ج ۲ ص ۱۸۱)

❑......ماہِ صفر ۶۹۶ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن برکات بن یوسف بن بطیخ دمشقی منادی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی ج ۲ ص ۳۱۴)

❑......ماہِ صفر ۶۹۸ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن حمزہ بن احمد بن عمر بن ابوعمر مقدسی حنبلی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی ج ۲ ص ۱۸۶)

اصلاحِ اخلاق اور حفاظتِ زبان

قرآن وسنت کی روشنی میں

حُسنِ اخلاق واصلاحِ اخلاق کے فضائل وفوائد، بدخلقی وبداخلاقی کے عذابات ونقصانات

حُسنِ اخلاق واصلاحِ اخلاق میں زبان کی اہمیت، زبان کے ذریعہ سے بداخلاقی وبدخلقی کی صورتیں، حفاظتِ زبان، اور آفاتِ زبان کی تفصیل وتشریح

آفاتِ زبان سے بچنے اور حفاظتِ زبان کے مسنون طریقے

قرآنی آیات، مستند احادیث اور معتبر تشریح وتوضیح کا جامع ومفید مجموعہ وذخیرہ

تزکیہ واصلاح کے موضوع پر ایک جامع، نافع وسہل کتاب

مصنّف: مفتی محمد رضوان

علم کے مینار | **امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ(قسط:3)** | **مولانا غلام بلال**

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

شرفِ تابعیت اور تحصیلِ علم

بچپن میں آپ نے مکہ مکرمہ میں، حج کے دوران ایک صحابی حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ کی زیارت کی، اوران سے ایک حدیث سن کراس کو آگے روایت کیا۔

چنانچہ اس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں کہ:

ترجمہ: میری پیدائش 80ھ میں ہوئی، اور میں نے اپنے والد کے ساتھ سن 96ھ میں حج کیا، اورتب میری عمرسولہ (16) سال تھی، پس جب میں مسجدِ حرام میں داخل ہوا، تو وہاں میں نے ایک حلقہٗ درس دیکھا، تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ حلقہٗ درس کس کا ہے؟ توانہوں نے کہا کہ یہ صحابیٔ رسول حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء کا حلقہٗ درس ہے، یہ سن کرمیں آگے بڑھا، اوران کو سننے لگا، آپ یہ فرمارہے تھے کہ:''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کے دین میں تفقہ حاصل کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی مہمات (اوراس کی کوششوں) کے لئے کافی ہوں گے، اوراس کو وہاں سے رزق عطا کریں گے، جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا (مسند ابوحنیفہ، حدیث نمبر3) [1]

دوسرے صحابۂ کرام کی زیارت اوران سے روایت

آپ کے بچپن میں کوفہ میں متعدد صحابہ کرام حیات تھے کہ جن سے لوگ بکثرت فائدہ اٹھاتے تھے، خود آپ کی دوکان کے مالک حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ تھے، جن کا وصال 85ھ میں ہوا تھا، اوراس وقت آپ کی عمر 5 سال اور کچھ مہینے تھی۔ [2]

اس کے علاوہ اکثر مؤرخین اور تذکرہ نگاروں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ نے بچپن میں صحابیٔ رسول

---

[1] تاہم بعض اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ 86ھ کا ہے کہ جب آپ کی عمر 6 سال تھی۔ واللہ اعلم۔

[2] عمرو بن حريث بن عمرو بن عثمان المخزومي: ابن عبد الله بن عمر بن مخزوم المخزومي، أخو سعيد بن حريث . كان عمرو من بقايا أصحاب رسول الله -صلى الله عليه وسلم -الذين كانوا نزلوا الكوفة......توفی سنة خمس وثمانين (سير اعلام النبلاء، ج۱۳، ص ۴۱۸، تحت الترجمة عمرو بن حريث)

Idara Ghufran

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی زیارت کی تھی۔

اور ابو بکر ہلال کا بیان ہے کہ آپ نے صحابہ کرام میں سے حضرت عبداللہ بن اوفیٰ اور حضرت ابو طفیل عامر بن وثلہ رضی اللہ عنہما کی بھی زیارت کی ہے۔ [1]

چنانچہ ائمہ اربعہ میں صرف آپ کو یہ شرف حاصل ہے کہ آپ نے متعدد صحابۂ کرام کی زیارت اور ان سے ملاقات کا شرف، اور ان کی مجالس وصحبت سے بے پناہ فائدہ اٹھایا، اسی وجہ سے آپ کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے۔

تعلیم وتربیت

زمانۂ بچپن میں سلیمان کے عہدِ خلافت میں درس وتدریس کے چرچے کوفہ میں بہت زیادہ عام تھے، جگہ جگہ علماء، محدثین ومفسرین حضرات کی بزرگ ہستیاں علم بکھیر رہی تھیں اس زمانہ میں یہ سب علوم پوری طرح مدون نہیں تھے، اس لئے ہر ایک اپنے شاگرد کو حلقہ درس کی صورت میں ان علوم کی زبانی تعلیم کرا دیتا تھا، اس وجہ سے آپ کے دل میں بھی تحصیلِ علم کی جستجو اور تحریک پیدا ہوئی، اور اسی دوران آپ ایک دفعہ بازار جا رہے تھے، امام شعبی رحمہ اللہ جو کوفہ کے مشہور فقیہ اور امام تھے، ان کا مکان راستہ میں پڑتا تھا، ایک دفعہ امام شعبی نے یہ سمجھ کر کہ کوئی نوجوان طالبِ علم ہے، آپ کو بلا لیا، اور پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے ایک تاجر کا نام لیا، امام شعبی نے پوچھا کہ میرا مطلب یہ نہیں ہے، تم یہ بتاؤ کہ تم کس سے پڑھتے ہو؟ آپ نے افسوس کے ساتھ جواب دیا کہ:

"انا قلیل الاختلاف الیھم"

"یعنی میں علماء کی مجلس میں بہت کم آتا جاتا ہوں"

اس پر امام شعبی نے فرمایا کہ:

لا تفعل و علیک بالنظر فی العلم ومجالسة العلماء فانی اریٰ فیک یقظة و حرکة.

---

[1] قال لنا أبو بكر هلال وقد أدرک أبو حنيفة من الصحابة أيضا عبد الله بن أبى أوفى وأبا الطفيل عامر بن وثلة وهما صحابيان (اخبار ابی حنيفة و اصحابه لابی عبد الله الصميری ، ص١٨)

النعمان بن ثابت، أبو حنيفة التيمی: إمام أصحاب الرأی، وفقيه أهل العراق رأى أنس بن مالک (تاريخ بغداد، ج١٣، ص ٣٢٥، تحت رقم الترجمة ٧٢٩٧)

وإنما المحفوظ :أنه رأى أنس بن مالک لما قدم عليهم الكوفة (سير اعلام النبلاء، ج٣، ص ٣٨٧)

تم ایسا مت کرو، تم علم اور علماء کی مجلس کو لازمی اختیار کرو، اس لئے کہ میں تم میں فکرِ بیداری اور حرکت دیکھ رہا ہوں۔

یہ نصیحت آپ کے دل کو لگی، اس وقت سے بازار اور دوکان آنا جانا بند کر دیا، اور اب آپ تحصیل علم کے لئے نہایت اہتمام سے متوجہ ہوئے، اور فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امام شعبی کی بات سے بہت نفع پہنچایا۔

ردفرق باطلہ

علمِ کلام اگر چہ بعد کے زمانے میں باقاعدہ اپنی تدوین وترتیب کے ساتھ اکتسابی علوم میں داخل ہو گیا تھا، لیکن اس وقت تک اس کی تحصیل کے لئے قدرت ذہانت وفراست اور مذہبی معلومات درکار تھی، اور یہ سب چیزیں قدرت نے آپ میں جمع کر دی تھیں۔

آپ نہایت ذہین، باصلاحیت صاحبِ فہم وفراست تھے، آپ کی جوانی کا زمانہ بڑا خوشحال گزر رہا تھا، اس وقت فقہاء ومحدثین اپنے دینی وعلمی حلقوں میں احادیث وروایات کے آگے نقل کرنے، اور فقہ واجتہاد کے استنباط میں مشغول تھے، تو دوسری طرف عجمی اختلاط کی وجہ سے فرقِ باطلہ اسلامی عقائد وافکار کے مقابلہ میں بحث ومناظرہ، جنگ وجدل کا بازار گرم رکھتے تھے، خود مسلمانوں کے گمراہ طبقہ میں ''جہمیہ، قدریہ، جبیریہ، روافض وخوارج'' وغیرہ جیسے گمراہ فرقہ پیدا ہو گئے تھے، اور اس کی وجہ سے الحاد وزندیقیت اور مجوسیت کے افکار جنم لے رہے تھے۔

جن کے مقابلہ میں علمائے علمِ کلام کا علم سامنے لے کر آئے، ان میں امام صاحب بھی شامل تھے، جو ایامِ جوانی میں اس میدان میں اُترے، اور اس فن میں ایسا کمال پیدا کیا کہ بڑے بڑے اہلِ فن آپ سے بحث کرنے سے ڈرتے تھے، اور آپ نے اپنی خداداد صلاحیت وذہانت کے ذریعہ، اسلامی عقائد وافکار کی صحیح صحیح ترجمانی کر کے زنادقہ وملاحدہ کو شکست دی، یہاں تک کہ اس بارے میں بھی آپ کی کافی شہرت ہوگئی۔ [1]

چنانچہ آپ خود بیان فرماتے ہیں کہ:

میں ابتدائی عمر میں بحث ومناظرہ میں مشغول رہتا تھا، اور اس وقت بصرہ مختلف فرقوں کا

---

[1] عن الحسن بن زياد، عن زفر بن الهذيل، سمعت أبا حنيفة يقول: كنت أنظر في الكلام حتى بلغت فيه مبلغا يشار إلى فيه بالأصابع (سير اعلام النبلاء، ج٦، ص ٣٩٧، تحت الترجمة: ابو حنيفة النعمان بن ثابت)

بحث ومناظرہ کا گہوارہ تھا، اس سلسلے میں مجھے بیس سے زیادہ مرتبہ بصرہ جانا پڑا، بعض دفعہ ایک سال اور بعض دفعہ اس سے کم مدت بھی میں (اس سلسلہ میں) وہاں مقیم رہا، اور خوارج اور حشویہ سے مناظرہ کرتا تھا، اس زمانہ میں علمِ کلام میرے نزدیک سب سے زیادہ افضل علم تھا، اور میں سمجھتا تھا کہ یہ علم اصول دین (یعنی دین کی بنیاد) میں سے ہے، اور اس سے بڑی دین کی خدمت اور نہیں ہوسکتی۔

علمِ فقہ کی تحصیل

جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ شروع شروع میں آپ علمِ کلام کے بہت دلدادہ تھے، لیکن رفتہ رفتہ عمر اور تجربہ بڑھنے کے ساتھ ساتھ علم کلام سے طبیعت رکتی جاتی تھی، اور آپ علمِ فقہ کی تحصیل کی طرف مائل ہونے لگے۔

چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ:

میں ایک مدت تک (علمِ کلام) کو دین کا بنیادی علم سمجھ کر دشمنانِ اسلام سے مقابلہ کرتا رہا، میں اسی علم کو سب سے افضل واعلیٰ سمجھتا تھا، کیونکہ مجھے یقین تھا کہ عقیدہ ومذہب کی بنیاد ان ہی باتوں پر ہے، پھر خیال آیا کہ حضراتِ صحابہ وتابعین دین میں زیادہ علم وبصیرت رکھتے تھے، لیکن یہ لوگ کبھی بحث ومباحثہ اور جنگ وجدل میں نہیں پڑا کرتے تھے، بلکہ ان چیزوں سے خود بھی دور رہتے تھے اور شدت سے منع بھی کیا کرتے تھے، ان حضرات نے شرعی امور ومسائل میں غور وفکر کیا، اور اپنی فکری کاوشوں کا محور فقہی مسائل وابواب کو بنایا، اور اس کے لئے یہ لوگ علمی مجلسیں اور حلقے قائم کرتے تھے۔

اور ساتھ ہی دل میں یہ خیال گزرا کہ جو لوگ علمِ کلام میں مصروف ہیں، ان کا طرزِ عمل کیا ہے؟

اس خیال سے علمِ کلام سے آپ میں اور بھی بے دلی پیدا ہوئی۔

امام حماد بن سلیمان کے حلقۂ درس میں

ان ہی دنوں ایک عورت نے آپ سے طلاق کا مسئلہ پوچھا، چونکہ آپ کے استاذ حماد بن سلیمان کا حلقۂ درس آپ کے زیادہ قریب تھا، اور ویسے آپ کو اس وقت تک علمِ کلام میں زیادہ تجربہ اور بصیرت حاصل تھی، اس لئے آپ نے خود سے جواب دینے کے بجائے، اس عورت سے کہا کہ تم یہ سوال حماد بن سلیمان سے پوچھ لو، اور ساتھ ہی مجھے بھی بتا دینا۔

چنانچہ وہ عورت گئی مسئلہ پوچھ کر جاتے جاتے آپ کو بھی بتادیا۔

اس واقعہ کا آپ کے دل پر بہت اثر ہوا، اور اس کے بعد سے آپ نے علمِ کلام کو خیر آباد کہہ کر فقہ کی تحصیل کے لئے اپنے آپ کو وقف کردیا، چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں کہ:

”فقلت: لا حاجة لي في الكلام، وأخذت نعلي، فجلست إلى حماد“

میں نے کہا کہ مجھے علمِ کلام کی ضرورت نہیں، اور میں نے اپنا ساز وسامان لیا اور (علمِ فقہ کی تحصیل کی خاطر) حماد کے حلقۂ درس میں جا کر بیٹھ گیا۔

امام حماد بن سلیمان جو کہ کوفہ کے مشہور امام اور استاذِ وقت تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادمِ خاص حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے آپ نے حدیث سنی تھی، اور دوسرے بڑے بڑے صحابۂ کرام کے فیض یافتہ بھی تھے، اس وقت کوفہ میں ان ہی کا حلقہ مرجع عام سمجھا جاتا تھا۔ [1]

چنانچہ آپ حماد بن سلیمان رحمہ اللہ کے حلقۂ درس میں باقاعدگی سے حاضری دینے لگے، ایک نئے طالبِ علم ہونے کی حیثیت سے درس میں پیچھے بیٹھا کرتے تھے، چنانچہ جب حماد نے آپ کا ذوق وشوق اور انہماک کو دیکھا، اور آپ کو اندازہ ہوگیا کہ یہ شخص ان کے حلقۂ درس میں سب سے زیادہ ذہین اور عقلمند ہے، تو آپ نے حکم دیا کہ میرے سامنے صدرِ مجلس میں ابوحنیفہ کے علاوہ اور کوئی نہ بیٹھے۔ [2]

---

[1] حماد بن أبي سليمان مسلم الكوفي: العلامة، الإمام، فقيه العراق، أبو إسماعيل بن مسلم الكوفي، مولى الأشعريين، أصله من أصبهان .روى عن :أنس بن مالك .وتفقه :بإبراهيم النخعي .....وحدث أيضا عن :أبي وائل، وزيد بن وهب، وسعيد بن المسيب، وعامر الشعبي، وجماعة......وأكبر شيخ له :أنس بن مالك.....روى عنه :تلميذه؛ الإمام أبو حنيفة، وابنه؛ إسماعيل بن حماد، والحكم بن عتيبة -وهو أكبر منه -والأعمش، وزيد بن أبي أنيسة، ومغيرة، وهشام الدستوائي، ومحمد بن أبان الجعفي، وحمزة الزيات، ومسعر بن كدام، وسفيان الثوري، وشعبة بن الحجاج، وحماد بن سلمة، وأبو بكر النهشلي، وخلق.

وكان أحد العلماء الأذكياء ، والكرام الأسخياء ، له ثروة وحشمة وتجمل (سير اعلام النبلاء، ج٥، ص ٢٣١، تحت رقم الترجمة ٩٩)

[2] عن حصين قال جاء ت امرأة إلى حلقة أبي حنيفة وكان يطلب الكلام فسألته عن مسألة فلم يحسنوا فيها شيئا من الجواب فانصرفت إلى حماد بن أبي سليمان فسألته فأجابها فرجعت إليه فقالت غررتموني سمعت كلامكم ولم تحسنوا شيئا فقام أبو حنيفة فأتى حمادا فقال له ما جاء بك قال أطلب الفقه قال تعلم كل يوم ثلاث مسائل ولا تزد عليها شيئا حتى ينتفق لك شيء من العلم ففعل ولزم الحلقة حتى فقه فكان الناس يشيرون إليه بالأصابع (اخبار ابي حنيفة و اصحابه، ص ٢٠)

فقال :لا يجلس في صدر الحلقة بحذائي غير أبي حنيفة (سير اعلام النبلاء، ج٦، ص ٣٩٧)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سند سے کئی احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، جن میں سے چند احادیث ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح (فجر) کی نماز پڑھائی، اور نماز پڑھا کر چاشت کے وقت تک اپنے مصلے پر ہی بیٹھے رہے، چاشت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ضحک (ہنسی) کے آثار نمودار ہوئے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی جگہ ہی تشریف فرما رہے، یہاں تک کہ ظہر، عصر اور مغرب بھی پڑھ لی، اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کوئی بات نہیں کی، یہاں تک کہ عشاء کی نماز بھی پڑھ لی، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر تشریف لے گئے۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آج کے احوال سے متعلق کیوں نہیں دریافت کرتے؟ آج تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کام کیا ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں کیا؟

چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے متعلق معلوم کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں! آج میرے سامنے وہ تمام کام پیش کیے گئے جو دنیا اور آخرت میں ہونے والے ہیں، چنانچہ مجھے دکھایا گیا کہ تمام اولین وآخرین ایک ٹیلے پر جمع ہیں، لوگ گھبرائے ہوئے ہیں، اسی حال میں وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں، اور پسینہ گویا ان کے منہ میں لگام کی طرح ہے، وہ لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے کہتے ہیں کہ اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں، اللہ عزوجل نے آپ کو منتخب کیا ہے، اپنے رب سے ہماری سفارش کیجئے۔ حضرت آدم علیہ السلام انہیں جواب دیتے ہیں کہ میرا بھی وہی حال ہے جو تمہارا ہے، اپنے پہلے باپ آدم کے بعد دوسرے باپ نوح کے پاس جاؤ کیونکہ اللہ نے انہیں

بھی منتخب کیا ہے، چنانچہ وہ سب لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جاتے ہیں اوران سے کہتے ہیں کہ اپنے رب سے ہماری سفارش کیجئے، اللہ نے آپ کو بھی منتخب کیا ہے، آپ کی دعاؤں کوقبول کیا ہے، اورزمین پر کسی کافر کا گھر باقی نہیں چھوڑا، وہ جواب دیتے ہیں کہ تمہارا مقصود میرے پاس نہیں ہے، تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، کیونکہ اللہ نے انہیں اپنا خلیل قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ سب لوگ حضرت ابراہیم کے پاس جاتے ہیں، لیکن وہ بھی کہتے ہیں کہ تمہارا مقصود میرے پاس نہیں ہے، لیکن تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کیونکہ اللہ نے ان سے براہ راست کلام فرمایا ہے، موسیٰ علیہ السلام بھی معذرت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم کے پاس جاؤ، وہ پیدائشی اندھے اور برص کے مریض کو ٹھیک کردیتے تھے، اور اللہ کے حکم سے مُردوں کو زندہ کردیتے تھے، لیکن عیسیٰ علیہ السلام بھی معذرت کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ تم آدم کی اولاد کے سردار کے پاس جاؤ، وہی وہ پہلے شخص ہیں جن کی قبر قیامت کے دن سب سے پہلے کھولی گئی، تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ، وہ تمہارے رب کے سامنے تمہاری سفارش کریں گے۔

چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جاتے ہیں، اور جبریل علیہ السلام بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں، اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ ان (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کو آنے کی اجازت دے دو، اور انہیں جنت کی خوشخبری بھی دو، چنانچہ حضرت جبریل یہ پیغام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچاتے ہیں، جسے سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہفتہ تک سجدہ میں رہتے ہیں، اللہ عزوجل فرماتے ہیں کہ اے محمد اپنا سر اٹھایئے، اور کہیں، آپ کی بات سُنی جائے گی، اورسفارش کریں، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی، یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھاتے ہیں اور جیسے ہی اپنے رب عزوجل کی طرف دیکھتے ہیں، اگلے جمعہ تک کے لئے سجدہ میں چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اپنا سر اٹھایئے، اور کہیں، آپ کی بات سُنی جائے گی، اور سفارش کریں، آپ کی سفارش قبول کی جائے گی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہی رہنا چاہیں گے لیکن حضرت جبریل علیہ السلام آکر بازو سے پکڑ کر اٹھائیں گے، اور اللہ تعالیٰ دعاء سے ایسا کھولیں گے، جو پہلے کسی بشر پر کبھی نہیں کھولا تھا۔ چنانچہ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم عرض کریں گے

کہ اے رب! آپ نے مجھے اولادِ آدم کا سردار بنا کر پیدا کیا اور اس پر کوئی فخر نہیں، اور قیامت کے دن سب سے پہلے زمین میرے لیے کھولی گئی، اس پر بھی کوئی فخر نہیں، یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس آنے والے اتنے زیادہ ہیں جو صنعاء اور ایلہ کے درمیانی فاصلے سے بھی زیادہ جگہ کو پُر کیے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد کہا جائے گا کہ صدیقین کو بلاؤ، وہ آ کر سفارش کریں، پھر کہا جائے گا کہ انبیاء کو بلاؤ، پس بعض انبیاء ایسے آئیں گے جن کے ساتھ ایمان والوں کی ایک بڑی جماعت ہوگی، بعض نبیوں کے ساتھ پانچ چھ آدمی ہوں گے، اور بعض نبیوں کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوگا، پھر شہداء کو بلانے کا حکم ہوگا چنانچہ وہ اپنی مرضی سے جس کی چاہیں گے سفارش کریں گے۔ پھر جب شہداء بھی سفارش کر چکیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ میں ارحم الرحمین ہوں، جنت میں وہ تمام لوگ داخل ہو جائیں جو میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے، چنانچہ ایسے تمام لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ دیکھو! جہنم میں کوئی ایسا آدمی تو نہیں ہے جس نے کبھی کوئی نیکی کا کام کیا ہو؟ تلاش کرنے پر ایک آدمی ملے گا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہ کیا کبھی تو نے کوئی نیکی کا کام بھی کیا ہے؟ وہ جواب میں کہے گا نہیں۔ لیکن میں خرید و فروخت میں غریبوں سے نرمی کر لیا کرتا تھا، اللہ عزوجل فرمائیں گے کہ جس طرح یہ میرے بندوں سے نرمی کرتا تھا، تم بھی اس سے نرمی کرو (چنانچہ اسے بخش دیا جائے گا) اس کے بعد فرشتے جہنم سے ایک اور آدمی کو نکال کر لائیں گے، اللہ تعالیٰ اس سے بھی یہی پوچھیں گے کہ تو نے کبھی کوئی نیکی کا کام کیا ہے؟ وہ کہے گا کہ نہیں، لیکن میں نے اپنی اولاد کو یہ وصیت کی تھی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے آگ میں جلا کر میری راکھ کا سرمہ بنانا اور سمندر کے پاس جا کر اس راکھ کو ہوا میں بکھیر دینا، اس طرح رب العالمین مجھ پر قادر نہ ہو سکے گا، اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ تو نے یہ کام کیوں کیا؟ وہ جواب دے گا تیرے خوف کی وجہ سے، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ سب سے بڑے بادشاہ کا ملک دیکھو، تمہیں وہ اور اس جیسے دس ملکوں کی حکومت ہم نے عطاء کر دی، وہ کہے گا کہ آپ بادشاہوں کے بادشاہ ہو کر مجھ سے کیوں مذاق کرتے ہیں؟ اس بات پر مجھے چاشت کے وقت ہنسی آئی تھی اور میں ہنس پڑا تھا (مسند احمد، حدیث نمبر ۱۵، مسند ابی بکر صدیق)

پیارے بچو! حافظ محمد ریحان

جنات وشیاطین (قسط:5)

کیا جنات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی نبی آیا؟

پیارے بچو! جنات کی پیدائش، انسانوں کی پیدائش سے بہت پہلے کی ہے، اور جنات انسانوں سے پہلے زمین میں تھے، آیا وہ کس کی عبادت کرتے تھے؟ کیا ان میں اللہ کی طرف سے کوئی نبی آیا تھا؟

دیکھو جیسے سب سے پہلا انسان جسے اللہ نے پیدا کیا، حضرت آدم علیہ السلام ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کے بعد دن بہ دن لوگ برائی و گمراہی کی طرف بڑھتے گئے، کسی نے بُتوں کی پوجا پاٹ شروع کردی، تو کسی نے آگ کی، کسی نے فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بنادیا، تو کسی نے غیر اللہ کو نظامِ قدرت میں شریک بنادیا، اب ضرورت اس بات کی تھی کہ انسانوں کو کیسے اللہ تعالیٰ کے احکام سے روشناس کرایا جائے، تو اللہ نے قرآن اور اپنے فرمان کے مطابق انسانوں میں انسان کو وقتاً فوقتاً اپنے احکام اجاگر کرنے کے لئے رسول بنا کر بھیجا، بالکل اسی طرح یہ سوال آپ کے ذہن میں آتا ہوگا کہ انسانوں میں تو وقتاً فوقتاً نبی ر رسول آتے رہے، کیا جنات میں بھی ایسا ہی تھا؟ اس کے متعلق آپ کو کچھ بتلاتے ہیں۔

جتنے بڑے بڑے عالم اور بزرگ گزرے ہیں، سب کا اس پر اتفاق ہے کہ جنات میں کوئی نبی نہیں آیا سوائے انسانوں کے۔

البتہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی طرف ایک قول منسوب ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دنیا میں آنے سے پہلے جنات میں یوسفؑ نامی نبی آئے تھے، جنہیں جنات نے قتل کرڈالا، اور اللہ نے جنات کی طرف رسول بھیجا، ان کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا۔

قرآن مجید کی آیت سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ ایک جگہ ارشاد ہے کہ:

يَامَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِنكُمْ (سورة الانعام، رقم الآية ١٣٠)

ترجمہ: اے جنات وانسانوں کے گروہ! کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے (سورہ

انعام)

بظاہر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انسانوں کے علاوہ جنات میں بھی نبی آئے۔ [1]

ایک مشہور تابعی بزرگ حضرت ضحاک سے جنات کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا جنات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی نبی آیا؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ کیا آپ نے (قرآن مجید کی یہ آیت) ”یَامَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ“ نہیں پڑھی، اس میں رسول آنے سے مراد انسانوں کے رسول اور جنات کے رسول مراد ہیں (احکام المرجان فی احکام الجان ص ٦٣) (جاری ہے......)

---

[1] عن عطاء بن السائب، عن أبی الضحی، عن ابن عباس رضی الله عنهما، أنه قال :(الله الذی خلق سبع سماوات ومن الأرض مثلهن) قال :سبع أرضین فی کل أرض نبی کنبیکم وآدم کآدم، ونوح کنوح، وإبراهیم کإبراهیم، وعیسی کعیسی (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ٣٨٢٢)

قال الحاکم: هذا حدیث صحیح الإسناد ولم یخرجاه.

و قال الذهبی فی التلخیص: صحیح.

بزمِ خواتین

مولانا طلحہ مدثر

خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے(قسط12)

حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کا ذکر

معزز خواتین! نبی علیہ السلام کی زندگی ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے،زندگی کے تمام حالات اور ابواب میں ہمارے لیے نبی علیہ السلام کی زندگی میں عمدہ نمونہ موجود ہے،نبی علیہ السلام کی تعلیمات صرف نماز،روزہ، حج،زکاۃ جیسی خالص عبادات میں ہی نہیں بلکہ معاشرت میں بھی ہر اعتبار سے محفوظ ہے یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم نے ان تعلیمات کو نظر انداز کر دیا ہے جس کی وجہ سے ہماری زندگی میں سکون اور برکتیں نہیں ہیں۔

معاشرت کا ایک اہم حصہ گھریلو زندگی پر مشتمل ہے جس میں گھر والوں کے حقوق خصوصا بیوی کے حقوق شامل ہیں، نبی علیہ السلام کی زندگی میں ایسے واقعات پیش آجاتے تھے جن میں ہمارے لیے راہنمائی موجود ہوتی ہے،ایسے واقعات میں ازواج مطہرات کے آپس کی فطری چپقلش،رشک اور غیرت کے واقعات شامل ہیں ،چنانچہ ایک ایسا ہی واقعہ سورہ تحریم کی آیات کے نزول کا سبب بنا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کا معمول تھا کہ عصر کی نماز کے بعد تمام ازواج مطہرات کے پاس کچھ دیر کے لیے تشریف لے جاتے تھے،ایک دن نبی علیہ السلام حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس معمول سے کچھ دیر زیادہ ٹھہر گئے،اور زیادہ دیر ٹھہرنے کی وجہ یہ تھی کہ نبی علیہ السلام کی خدمت میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے شہد پیش کیا تھا جو نبی علیہ السلام کو بہت مرغوب تھا،اسکو نوش فرمانے میں کچھ وقت لگ گیا،جس پر حضرت عائشہ کو رشک ہونے لگا اور انہوں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کیا کہ نبی علیہ السلام ہم میں سے جس کے پاس بھی تشریف لائیں گے تو وہ ان سے یہ پوچھے گی کہ آپ نے مغافیر تو نہیں کھایا؟ مغافیر دراصل ایک خاص قسم کا گوند ہوتا ہے جس میں کچھ بدبو ہوتی ہے، چنانچہ ان دونوں نے جب استفسار کیا،تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مغافیر تو نہیں کھایا البتہ زینب کے پاس شہد پیا ہے جس پر ازواج مطہرات مشورے کے مطابق یہ کہنے لگیں کہ ہوسکتا ہے شہد کی مکھی نے مغافیر سے رس چوسا ہو اس لئے شہد میں بھی بدبو آ گئی ہے، نبی علیہ السلام کو چونکہ بدبو والی چیزوں سے سخت

Idara Ghufran

کراہت تھی اس لئے نبی علیہ السلام پر یہ بات بہت گراں گزری کہ نبی علیہ السلام کے منہ مبارک سے بدبو آئے، اس پر نبی علیہ السلام کو دکھ ہوا اور اپنی ازواج کی رضا جوئی کے لئے قسم کھالی کہ آئندہ شہد نہیں پیوں گا، اور ساتھ ہی اس بات کی بھی تاکید کردی کہ اس بات کی خبر کسی کو نہ دینا، ایسا نہ ہو کہ حضرت زینب کو معلوم ہو جائے اور انکا جی برا ہو اور وہ خود کو قصور وار سمجھیں، لیکن حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات حضرت عائشہ سے ذکر کردی جس کی خبر نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے دیدی، اور ساتھ میں یہ بھی فرمایا کہ آپ کو اللہ کی حلال کردہ چیزوں کو اپنی ازواج کی رضامندی کے لئے کیوں حرام کرتے ہیں جبکہ اسکی ضرورت نہیں ہے۔

نبی علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم ہوگیا کہ آپ نے جس بات کو راز میں رکھنے کا کہا تھا وہ فلاں بیوی نے ظاہر کردی ہے تو نبی علیہ السلام نے ان سے اس کا شکوہ تو کیا لیکن پوری بات نہیں بتائی بلکہ کچھ بات بتائی اور کچھ بات پوشیدہ رکھی اور یہ نبی علیہ السلام کا حسن خلق تھا تاکہ حضرت حفصہ کو شرمندگی نہ ہو، جب ساری بات کھل گئی تو حضرت حفصہ نے نبی علیہ السلام سے استفسار کیا کہ آپ کو اس ساری بات کا کیسے علم ہوا نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے اس سارے واقعے پر قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں جس میں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں ازواج کو تنبیہ کی اور توبہ کی تلقین کی۔ [1]

قرآن مجید میں ''سورہ تحریم'' میں اس واقعہ کا ذکر ہے چنانچہ ارشاد ہے:

يَـٰأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ تَبْتَغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ .قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ . وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمَّا نَبَّأَهَا بِهِ قَالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ .إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللَّهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُمَا وَإِنْ تَظَاهَرَا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ .عَسَى رَبُّهُ إِنْ طَلَّقَكُنَّ أَنْ يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ ثَيِّبَاتٍ وَأَبْكَارًا (سورة التحريم، رقم الآيات ١ الیٰ ٥)

---

[1] واضح رہے کہ ان آیات کے شانِ نزول میں اختلاف ہے، بعض مفسرین کرام ان آیات کا دوسرا شانِ نزول بیان فرماتے ہیں، جس سے یہاں تعرض نہیں کیا گیا۔ طلحہ مدثر

ترجمہ: اے نبی! جو چیز اللہ نے تمہارے لئے حلال کی ہے، تم اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اسے کیوں حرام کرتے ہو؟ اور اللہ بہت بخشنے والا، بہت مہربان ہے (۱) اللہ نے تمہارے لئے، تمہاری قسموں سے نکلنے کا طریقہ مقرر کردیا ہے، اور اللہ تمہارا کارساز ہے، اور وہی ہے کامل علم والا، کامل حکمت والا (۲) اور یاد کرو جب نبی نے اپنی کسی بیوی سے راز کے طور پر ایک بات کہی تھی۔ پھر جب اس بیوی نے وہ بات کسی اور کو بتلادی اور اللہ نے یہ بات نبی پر ظاہر کردی تو اس نے اس کا کچھ حصہ جتلادیا اور کچھ حصہ کو ٹال گئے۔ پھر جب انہوں نے اس بیوی کو وہ بات جتلائی تو وہ کہنے لگیں کہ ''آپ کو یہ بات کس نے بتائی؟'' نبی نے کہا ''مجھے اس نے بتائی جو بڑے علم والا، بہت باخبر ہے۔'' (۳) (اے نبی کی بیویوں!) اگر تم اللہ کے حضور توبہ کرلو (تو یہی مناسب ہے) کیونکہ تم دونوں کے دل مائل ہوگئے ہیں، اور اگر تم نبی کے مقابلے میں ایک دوسرے کی مدد کی تو (یاد رکھو کہ) انکا ساتھی اللہ ہے اور جبرائیل ہیں اور نیک مسلمان ہیں اور اسکے علاوہ فرشتے انکے مددگار ہیں (۴) اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو تمہارے پروردگار کو اس بات میں دیر نہیں لگے گی کہ وہ انکو (تمہارے) بدلے میں ایسی بیویاں عطا فرمادے جو تم سے بہتر ہوں مسلمان، ایمان والی، طاعت شعار، توبہ کرنے والی، عبادت گذار، اور روزہ دار ہوں، چاہے پہلے انکے شوہر رہے ہوں یا کنواری ہوں (۵)

Idara Ghufran

گناہ و معصیت والی جگہوں میں جانے سے احتراز کرنے کا حکم

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

لَمَّا مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحِجْرِ قَالَ لَا تَدْخُلُوا مَسَاكِنَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مَا أَصَابَهُمْ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ ثُمَّ قَنَّعَ رَأْسَهُ وَأَسْرَعَ السَّيْرَ حَتَّى أَجَازَ الْوَادِيَ (بخاری، حدیث نمبر ۴۰۶۷)

ترجمہ: نبی ﷺ جب حجر (یعنی قومِ ثمود کے عذاب زدہ علاقہ) سے گزرے تو فرمایا کہ تم اپنی جانوں پر ظلم کرنے والوں کے رہائشی علاقوں میں داخل نہ ہوؤ، اس سے ڈر ہے کہ کہیں تمہیں بھی وہ عذاب نہ پہنچ جائے جو انہیں پہنچا تھا، مگر یہ کہ تم روتے ہوئے وہاں داخل ہوؤ (یا گزرو) پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے سر پر چادر ڈال لی، اور سواری کو تیز کر دیا، یہاں تک کہ آپ اس وادی سے آگے نکل گئے (ترجمہ ختم)

فائدہ: کافر و مشرک اللہ تعالیٰ کے دشمن ہوتے ہیں، اور ان پر کسی بھی وقت عذابِ الٰہی نازل ہوسکتا ہے، خصوصاً جس مقام پر وہ کفریہ و شرکیہ حرکات کرتے ہوں، اس لیے ان مواقع پر داخل ہونے سے بچنا چاہیے۔

غیر شادی شدہ افراد کو نکاح کرنے اور پاک دامن رہنے کا حکم

قرآن مجید کی سورہ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ .وَلْيَسْتَعْفِفِ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ (سورة النور، رقم الآيات ٣٢، ٣٣)

ترجمہ: اور نکاح کرو تم، اپنے میں سے بے نکاح لوگوں کا، اور غلاموں اور باندیوں میں سے نیکو کاروں کا بھی، اگر ہوں گے وہ فقیر، غنی کردے گا، اُن کو اللہ اپنے فضل سے، اور اللہ وسعت والا اور خوب علم والا ہے۔ اور چاہئے کہ پاک دامن رہیں وہ لوگ جو نہیں پاتے نکاح کی سبیل، یہاں تک کہ غنی کردے ان کو اللہ اپنے فضل سے (سورہ نور)

مطلب یہ ہے کہ جو لوگ بے نکاحے ہوں، خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں، یا کسی عورت کو طلاق ہو چکی ہو یا میاں بیوی میں سے کوئی ایک وفات پا چکا ہو، ان میں سے جو بھی نکاح کی صلاحیت رکھتا ہو، اور اس کے حقوق ادا کرسکتا ہو، اس کا نکاح کردینا چاہئے، اور اگر یہ لوگ غریب یا مفلس ہوں گے، تو اللہ اپنے فضل و کرم سے ان کو وسعت دے گا، اور اس ڈر سے نکاح نہ کرنا شرعاً پسندیدہ عمل نہیں۔

Idara Ghufran

نکاح خیر وبرکت کا ذریعہ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: تَزَوَّجُوا النِّسَاءَ، فَإِنَّهُنَّ يَأْتِينَكُمْ بِالْمَالِ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۲۶۷۹، کتاب النکاح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عورتوں سے نکاح کرو، پس بے شک وہ مال کی آمد کا ذریعہ بنیں گی (حاکم)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص گناہ وزنا وغیرہ سے بچنے کی نیت سے نکاح کرے گا، اور اسے کسبِ معاش اور بیوی کے حقوق اداء کرنے کی قدرت بھی ہو، تو اسے بیوی کے نان نفقہ کے خوف سے نکاح کو ترک نہیں کرنا چاہئے، بلکہ گناہ سے بچنے اور سنت پر عمل پیرا ہونے کی نیت سے نکاح کرنا چاہئے، جس کی برکت سے اس کے مال کی کمی کا اندیشہ دور ہوجائے گا، اور اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے انتظام فرمادے گا، اور اللہ ایسے شخص کی دنیا وآخرت میں مدد واعانت ضرورت فرماتا ہے، اور کسبِ معاش اور رزق میں خیر و برکت کے اسباب پیدا فرمادیتا ہے کہ جہاں سے انسان کو وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔

Idara Ghufran

نکاح، نظر اور شرمگاہ کی حفاظت کا ذریعہ ہے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَبَابًا لَا نَجِدُ شَيْئًا، فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ أَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَأَحْصَنُ لِلْفَرْجِ (بخاری، حدیث نمبر ۴۶۷۸)

ترجمہ: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جوانی کی حالت میں تھے، ہمیں کچھ میسر نہیں تھا، تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے نوجوانو! تم میں جو بھی حقوقِ زوجیت ادا کرنے کی قدرت رکھتا ہو وہ نکاح ضرور کرے کیونکہ اس سے نگاہ میں حیاء وغیرت آتی ہے اور شرمگاہ کی حفاظت ہوتی ہے (بخاری)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح کرنے سے نظر اور شرم گاہ کی حفاظت ہوتی ہے، لہٰذا نکاح کرنا بطورِ خاص ان دونوں اعضاء یعنی نظر اور شرمگاہ کے گناہ سے بچنے کا ذریعہ ہوا، اور نکاح کرنا سنت ہے، لہٰذا نکاح، گناہ سے حفاظت کا ذریعہ ہونے کے ساتھ ساتھ عبادت میں بھی داخل ہے۔

Idara Ghufran

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

عورت کو محرَم کے بغیر سفر کا شرعی حکم

راولپنڈی، اسلام آباد کے چیدہ مفتیانِ کرام واہلِ علم حضرات پر مشتمل ''المجلس العلمی'' کے نام سے ایک مجلس قائم ہے، جس میں جدید اور اہم فقہی مسائل پر غور وفکر کر کے فیصلہ کیا جاتا ہے، اس مجلس میں آج کل شدید ضرورت کے پیشِ نظر محرَم کے بغیر عورت کو سفر کرنے کے حکم پر غور وفکر ہوا، اس پر مجلس نے جو فیصلہ کیا، وہ ذیل میں تحریر کیا جارہا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آج مورخہ ۴/ربیع الاول ۱۴۳۷ھ، بمطابق 16دسمبر 2016ء، بروز بدھ کو ادارہ غفران میں ''المجلس العلمی'' کا اجلاس ہوا۔

اجلاس میں عورت کے محرَم کے بغیر سفر کے حکم اور موجودہ دور میں اس سلسلہ میں پیش آنے والی مشکلات پر غور کیا گیا۔

غور وخوض اور بحث وتمحیص کے بعد یہ طے پایا کہ عام حالات میں تو عورت کو اس کی پابندی کرنی چاہئے کہ وہ مسافتِ قصر والا سفر محرَم کے بغیر نہ کرے، البتہ اگر کہیں شدید ضرورت ہو، اور محرَم میسر نہ ہو، یا محرَم تو موجود ہو، لیکن اس کے ساتھ کسی مجبوری کی وجہ سے سفر نہ کرسکے، تو عورت کے لئے مندرجہ ذیل شرائط کے ساتھ محرَم کے بغیر بھی سفر کرنے کی گنجائش ہے۔

(1)...... راستہ پُر امن ہو (2)...... عورت شرعی پردہ کا اہتمام کرے (3)...... نہ عورت کی طرف سے فتنہ کا خطرہ ہو، اور نہ دوسری جانب سے (4)...... کسی غیر محرَم کے ساتھ خلوت لازم نہ آئے، بلکہ سفر اجتماعی قافلے کی شکل میں ہو، یا کوئی ذمہ دار خاتون ساتھ ہو۔

اور اگر فتنے کا اندیشہ ہو، تو عورت کے لئے مسافتِ سفر سے کم کا سفر بھی جائز نہیں۔

اجلاس میں مندرجہ ذیل حضرات نے شرکت کی:

(1)...... مفتی محمد رضوان صاحب (2)...... مفتی دوست محمد مزاری صاحب

(3)...... مفتی احسان الحق صاحب (4)...... مفتی شکیل احمد صاحب

Idara Ghufran

(5)......مفتی زکریا اشرف صاحب (6)......صاحبزادہ قاری عبدالباسط صاحب

(7)......مفتی محمد یونس صاحب (8)......مفتی محمد امجد حسین صاحب

(9)......مفتی منظور احمد صاحب (10)......مولانا محمد ناصر صاحب

(11)......مولانا طارق محمود صاحب (12)......مولانا عبدالسلام صاحب

(13)......مولانا غلام بلال صاحب (14)......مولانا طلحہ مدثر صاحب

(15)......مولانا عبدالوہاب صاحب (16)......مولانا شعیب احمد صاحب

(17)......مولانا محمد ریحان صاحب

Idara Ghufran

کیاآپ جانتے ہیں؟ ادارہ

دلچسپ معلومات،مفید تجزیات اورشرعی احکامات پرمشتمل سلسلہ

ہدیہ وتحفہ (Gift) لینے دینے کے آداب

(1)...... ہدیہ وتحفہ اس چیز کو کہا جاتا ہے جو دوسرے کے اعزاز واکرام اور محبت کی خاطر اس کی خدمت میں بغیر کسی معاوضہ کے بطور تحفہ پیش کی جائے، پھر اگر اس چیز کو دوسرے کے یہاں پہنچایا جائے تو اس کو عربی زبان میں ہدیہ کہا جاتا ہے اور اگر اس کو دوسرے کے یہاں نہ پہنچایا جائے، البتہ دوسرے کی خدمت میں مالکانہ طور پر پیش کیا جائے، تو اس کو عربی زبان میں ''ہبہ'' کہا جاتا ہے، اور آج کل انگریزی زبان میں اس کو گفٹ (Gift) کہا جاتا ہے۔

(2)...... ہدیہ اور صدقہ میں فرق یہ ہے کہ ہدیہ کا اصل مقصد دوسرے کا اعزاز واکرام کرکے، اس کے نتیجہ میں ثواب حاصل کرنا ہوتا ہے، اور صدقہ کا اصل مقصد دوسرے کی ضرورت پوری کرنا اور ثواب کا حاصل کرنا ہوتا ہے۔

اسی لیے ہدیہ وتحفہ مال داروں اور امیروں وغیرہ کو بھی دیا جاسکتا ہے، اور صدقہ غریبوں کو ہی دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔

(3)...... مسلمانوں کو ہدیہ وتحفہ کا اخلاص کے ساتھ ایک دوسرے کو دینا اور قبول کرنا دونوں سنت سے ثابت ہیں، اور اس سے آپس میں محبت پیدا ہوتی ہے، اور بغض وکینہ دور ہوتا ہے۔

(4)...... ہدیہ وتحفہ دینے اور لینے کے لئے زبان سے مخصوص الفاظ کی ادائیگی ضروری نہیں، بلکہ ہدیہ کرنے والے کا دوسرے کی خدمت میں بطور اکرام کے کوئی چیز پہنچادینا اور دوسرے کا اس کو لے لینا کافی ہے۔

(5)...... کسی دوسرے کی خوشدلی کے بغیر یا دباؤ ڈال کر اس کی مملوکہ چیز بھی ہدیہ میں لینا جائز نہیں۔

(6)...... ہدیہ لینے میں ایسا کوئی انداز اختیار کرنا بھی جائز نہیں، جس سے ہدیہ دینے والا خواہی نخواہی یعنی اپنی خوشدلی کے بغیر صرف شرمندہ ہوکر ہدیہ دینے پر مجبور ہوجائے، مثلاً کسی بزرگ یا پیر صاحب کا

اپنے سامنے پیسوں کا کپڑا بچھا کر بیٹھ جانا کہ جو مرید بھی ملاقات و مصافحہ کرنے آئے، وہ سامنے ہدیہ ڈالے، یہ مناسب طریقہ نہیں، کیونکہ اس میں آنے والا شرمندہ ہوکر ہدیہ کے نام سے رقم ڈالنے پر مجبور ہوجاتا ہے۔

(7)...... کسی کو ہدیہ کرنے کے لئے ہدیہ کے لئے قیمتی اور مہنگی چیز کا ہونا ضروری نہیں، بلکہ مختصر اور چھوٹی چیز بھی اخلاص کے ساتھ ہدیہ میں پیش کی جاسکتی ہے۔

(8)...... ہدیہ اور تحفہ رسم و رواج اور ریاء کاری اور دکھلاوے سے پاک وصاف ہوکر اخلاص کے ساتھ دینا چاہئے۔

آج کل ہمارے معاشرے میں ہدیہ اور تحفہ کے نام پر بہت سی ایسی شکلیں رائج ہوگئی ہیں جو حقیقی ہدیہ کے مقاصد ومنافع سے خالی اور رسم و رواج پر مشتمل ہیں، اور اسی وجہ سے اُن کو اختیار کرنے کے باوجود آپس میں محبت پیدا نہیں ہوتی اور دلوں سے بغض اور کینہ کپٹ دور نہیں ہوتا، جو حقیقی ہدیہ کی تاثیر ہے، اس کے بجائے اخلاص کو پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

(9)...... ہدیہ ایسی چیز کا دینا چاہئے جو کارآمد ہو، آج کل بہت سے مواقع پر رسمی تحفے ایسی چیزوں کے دیئے جانے لگے ہیں، جن کا کوئی معقول اور قابلِ ذکر فائدہ نہیں ہوتا، مثلاً آج کل مصنوعی گلدستے پیش کئے جاتے ہیں، جو اکثر و بیشتر لینے کے بعد پھینک دیئے جاتے ہیں، اس طرح کی رواجی اور رسمی چیزوں کے بجائے کسی قابلِ ذکر اور معقول نفع بخش اور مفید وکارآمد چیز کا ہدیہ دینا چاہئے۔

(10)...... ہدیہ کا اصل طریقہ یہ ہے کہ وہ دوسروں کی نظروں سے چھپا کر پیش کیا جائے، کسی دوسرے اور غیر متعلقہ شخص کے سامنے یا مجمع میں ہدیہ پیش کرنا مناسب نہیں، مگر آج کل بعض لوگوں کی طرف سے ہدیہ اسی کو سمجھا جاتا ہے جو محفل اور مجمع میں سب کو دکھا کر پیش کیا جائے، البتہ اگر ہدیہ لینے والا خود ہی دوسروں پر اس کا اظہار کردے، تو یہ اس کی مرضی ہے، لیکن دوسروں پر ظاہر کرنا ہدیہ دینے والے کا حق نہیں۔

اگر دوسرے کو نقدی کی شکل میں ہدیہ پیش کرنا ہو، تو اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ کسی لفافہ میں رکھ کر یا کاغذ وغیرہ میں بند کر کے پیش کرے، اور ساتھ ہی اس میں ہدیہ وغیرہ کا لفظ بھی لکھ دے۔

(11)...... بہتر یہ ہے کہ ہدیہ دوسرے کے ہاتھ میں سپرد کرے، دوسرے کی لاعلمی میں ہدیہ خاموشی

سے کسی جگہ رکھ کر یا چھوڑ کر چلے جانا مناسب نہیں، اس سے بعض اوقات دوسرے کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ جانے والا یہ چیز ہدیہ کے طور پر چھوڑ کر گیا ہے، یا اپنی ملکیت والی چیز وہاں رکھ کر بھول گیا ہے، اگر مجمع وغیرہ کی وجہ سے دوسرے کے ہاتھ میں ہدیہ دینا مشکل ہو تو تنہائی حاصل ہونے کا انتظار کرنا مناسب ہے، اگر یہ بھی مشکل ہو تو ایسا کوئی مناسب حل تلاش کرنا چاہئے، جس سے مجمع کے سامنے ہدیہ کا اظہار نہ ہو، اور جس کو ہدیہ دیا جارہا ہے اس کو ہدیہ کا علم بھی ہو جائے، مثلاً وہاں کے کسی متعلقہ شخص کو اس کی اطلاع دے دے، یا کسی پرچہ وغیرہ پر لکھ کر یا ہو سکے تو بذریعہ فون ہدیہ سے دوسرے کو آگاہ کردے۔

(12)...... اگر دوسرا کسی وجہ سے آپ کا ہدیہ قبول نہ کرے اور واپس کرنا چاہے تو اس کو ہدیہ قبول کرنے پر مجبور نہیں کرنا چاہئے، البتہ دوسرے سے واپسی کی وجہ معلوم کرلینی چاہئے، تاکہ اس کو درست کیا جاسکے، اور آئندہ کے لئے بھی اس سے بچا جاسکے۔

(13)...... جس کو ہدیہ دیا گیا ہے اُس کو چاہئے کہ وہ ہدیہ میں لی ہوئی چیز کو ہدیہ دینے والے کے سامنے ایسے طریقے پر استعمال اور خرچ نہ کرے، جس سے ہدیہ دینے والے کی دل شکنی ہو، اور اس کے سامنے اس چیز کی بے قدری لازم آئے۔

(14)...... ہدیہ میں آئی ہوئی چیز اگر اپنی ضرورت کی نہ ہو یا اس میں سے کچھ حصہ بچ جائے تو وہ کسی دوسرے کو بھی ہدیہ میں دی جاسکتی ہے، لیکن ہدیہ دینے والے کی دل شکنی سے بچنے کا اہتمام پھر بھی کرنا چاہئے۔

(15)...... جو چیز ہدیہ یا زکوٰۃ وصدقہ وغیرہ کے طریقہ پر یا کسی بھی دوسرے حلال ذریعہ سے اپنی ملکیت میں آئی ہو وہ بھی دوسرے مالدار کو ہدیہ میں دینا درست ہے۔

(16)...... ہدیہ نقدی اور غیر نقدی دونوں شکلوں میں دیا جاسکتا ہے، لیکن نقدی کی شکل میں ہدیہ کرنا عام حالات میں دوسری چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ مفید اور بہتر ہے، کیونکہ نقدی سے دوسرے شخص کو اپنی کسی بھی مناسب ضرورت پوری کرنے کا اختیار ہوتا ہے، جبکہ دوسری چیزوں میں یہ اختیار نہیں ہوتا، نیز نقدی کا ہدیہ دوسروں کی نظروں سے چھپا کر دینا بھی آسان ہوتا ہے۔

(17)...... دیندار اور معزز لوگوں کی خدمت میں ہدیہ پیش کرنا بنسبت دوسروں کے زیادہ بہتر اور افضل ہے، اس لئے کہ ہدیہ میں پیش کی ہوئی چیز ایک دیندار اور نیک آدمی استعمال کرے گا، تو اس کا درجہ ایک

عام دنیادار غیر دیندار شخص کے استعمال سے اونچا اور افضل ہے۔

(18)...... کسی مصلحت وضرورت سے غیر مسلم کو ہدیہ وتحفہ پیش کرنا جائز ہے، لیکن اس طرح کے تحفہ یا ہدیہ میں شرط یہ ہے کہ غیر مسلم کی محبت اور عظمت دل میں نہ ہو، کیونکہ کسی غیر مسلم کی محبت اور اس سے دلی دوستی اور اس کی دل سے تعظیم کرنا جائز نہیں۔

(19)...... اگر کوئی غیر مسلم ہدیہ پیش کرے، اور اس سے کوئی نقصان اور گناہ لازم نہ آتا ہو، تو اس کا دیا ہوا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے، یعنی صرف غیر مسلم ہونے کی وجہ سے کوئی ہدیہ ناجائز نہیں ہوتا، جب تک کہ اس سے کوئی اور گناہ یا خرابی لازم نہ آرہی ہو۔

(20)...... اگر دوسرے سے اپنا کوئی جائز مقصد اور غرض وابستہ ہو تو ایسے موقع پر دوسرے کو ہدیہ پیش نہ کرے، کیونکہ اس کی وجہ سے دوسرا شرمندہ یا متأثر ہوجاتا ہے، اور اُس کو اپنے کام کی آزادی میں رکاوٹ پیش آتی ہے، اور اس طرح کی بعض صورتوں میں وہ ہدیہ رشوت کے زمرہ میں بھی داخل ہوسکتا ہے، جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

(21)...... دوسرے کو ہدیہ اور اپنی کوئی ضرورت دونوں ایک ساتھ پیش نہ کرے، یہاں تک کہ ہدیہ کے ساتھ دُعاء کی درخواست بھی نہ کرے، بلکہ ہدیہ ایسے انداز میں پیش کرے، جس سے یہ شبہ بھی نہ ہو کہ یہ اپنی کسی دنیا کی ضرورت اور مقصد کی غرض سے دیا جارہا ہے، اگر دوسرے سے کوئی غرض ہو یا دُعاء کی درخواست کرنی ہو، اور اس موقع پر اخلاص سے ہدیہ بھی پیش کرنا ہو، تو دعاء وغیرہ کی یہ ضرورت پہلے پوری کرلے اور ہدیہ بعد میں پیش کرے، تاکہ اس ہدیہ کو اُس غرض یا دُعاء کے بدلہ ومعاوضہ کی مشابہت حاصل نہ ہو۔

(22)...... اگر کوئی سفر میں ہو اور اُس کو ہدیہ پیش کرنا مقصود ہو تو بلاوجہ ہدیہ ایسی چیز کا پیش نہ کرے جو دوسرے کو اپنے مقام تک ساتھ لے جانا مشکل ہوجائے، البتہ اگر دوسرے کو اس کے لے جانے میں زحمت نہ ہو یا وہ خود سے اس پر بخوشی راضی ہو تو حرج نہیں۔

(23)...... کسی دوسرے کو کسی شخص کے لئے ہدیہ دینے کی ترغیب نہ دے، اگر خود سے کوئی کسی کو ہدیہ دے تو الگ بات ہے۔

(24)...... اگر کوئی تمہاری خاطر داری کے لئے کوئی ہلکی پھلکی چیز مثلاً خوشبو، تیل، تکیہ، دودھ، وغیرہ

پیش کرے کہ خوشبو یا تیل لگالو یا تکیہ کا سہارا لے لو، یا دودھ پی لو تو اگر کوئی معقول عذر نہ ہو، تو اس کے قبول کرنے میں انکار نہ کرے، کیونکہ اس کے قبول کرنے میں کوئی مشقت بھی نہیں اور قبول کرنے سے دوسرے کا دل بھی بآسانی خوش ہو جاتا ہے۔

(25)...... جو شخص آپ کا مقروض ہو، اُس سے ہدیہ لینا مناسب نہیں، البتہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ وہ قرض لینے کی وجہ سے ہدیہ نہیں دے رہا، مثلاً اُس سے قرض دینے سے پہلے بھی ایسا تعلق ہے کہ اس طرح کے ہدیہ کا لین دین اُس سے چلتا ہے، یا وہ پہلے سے اس طرح کا ہدیہ دیتا رہتا ہے، تو پھر اُس کا ہدیہ قبول کر لینے میں حرج نہیں۔

(26)...... جو شخص اخلاص کے ساتھ ہدیہ دے، تو اُس کا بدلہ خیر، بھلائی اور نیکی یا احسان کے ساتھ دینا چاہئے اور کچھ نہ ہو تو اُس کے حق میں دعاء کر دینی چاہئے یا کم از کم ''جَـزَاکُـمُ اللّٰہُ خَیـرًا'' وغیرہ کہہ دینا چاہئے، لیکن ہدیہ دینے والے کو خود سے اپنے لئے ہدیہ کے عوض میں نیکی یا احسان کی خواہش نہیں رکھنی چاہئے، ورنہ ہدیہ کا اصل مقصد فوت ہو سکتا ہے۔

(27)...... آج کل رشوت کی بہت سی صورتیں رائج ہیں، جن کو ہدیہ اور تحفہ وگفٹ، بلکہ فیس کا نام دیا جاتا ہے، حالانکہ رشوت کا لین دین حرام ہے، اور صرف نام بدلنے سے کسی معاملہ کی حقیقت تبدیل نہیں ہو جاتی، لہٰذا رشوت کی جو جو صورتیں بھی ہدیہ اور تحفہ وگفٹ یا فیس کے نام سے جاری ہیں، وہ حرام اور گناہ ہیں، اور ہر مسلمان کو ان سے بچنا ضروری ہے۔

سرکاری یا غیر سرکاری عہدوں پر جو لوگ مقرر ہوتے ہیں اور ان کو جن خدمات کے انجام دینے پر باقاعدہ تنخواہ و معاوضہ ملتا ہے، انہیں ان خدمات کے صلہ میں کچھ تحفہ و ہدیہ بلکہ فیس وغیرہ کے نام سے لینا رشوت میں داخل ہے، اور اگر اس کی وجہ سے قانون شکنی بھی کی جائے تو دھرا گناہ اور قومی جرم ہے۔

اسی وجہ سے مختلف سیاسی عہدیداروں کا اس طرح کے ہدیہ وتحفہ کو قبول کرنا جائز نہیں، جو ان کے عہدوں کی وجہ سے ان کو دیا جاتا ہے، کیونکہ وہ رشوت کے زمرہ میں آتا ہے۔

(28)...... جو ہدیہ خالص محبت و اکرام پر مبنی ہو، اس کا لینا دینا تو جائز ہے، اور جو ہدیہ اس لئے دیا جائے تاکہ اپنے آپ سے ظلم کو دور کرے، تو یہ چونکہ مظلوم ہے، اس لئے اس کا دینا جائز ہے، لیکن ظلم و زیادتی کرنے والے کو اس کا لینا جائز نہیں، کیونکہ وہ ظالم ہے، مثلاً کسی شخص پر ظلم وزیادتی ہو رہی ہے، جس

کو دوسرا ہدیہ لئے بغیر دور کرنے کے لئے تیار نہیں، تو ایسی صورت میں وہ ہدیہ دراصل رشوت ہے، جس کا دینے والا تو گناہ گار نہیں اور لینے والا گناہ گار ہے، اور اگر یہ دینے اور لینے والے دونوں ظالم ہوں، مثلاً دینے والا غلط کام کرانا چاہتا ہے اور لینے والا یہ ہدیہ لے کر وہ غلط کام کرتا ہے تو لینے اور دینے والے دونوں ظالم اور گناہ گار شمار ہوتے ہیں، اس طرح کی رشوت کی بے شمار شکلیں آج کل رائج ہیں۔

(29)...... شادی بیاہ کے موقع پر تحفہ وہدیہ کے نام سے دولہا کو جو نوٹوں کا ہار پہنایا جاتا ہے، اس میں عموماً ریاکاری اور شہرت پیشِ نظر ہوتی ہے، اسی وجہ سے یہ کام مجمع کے سامنے کیا جاتا ہے اور اکثر وبیشتر ہار پہناتے وقت تصویر وغیرہ بھی بنوائی جاتی ہے، تاکہ بعد میں سب لوگوں کو پتہ چلے، اگر اس کا مقصود دولہا کو اخلاص کے ساتھ ہار میں مخصوص رقم کا ہدیہ وتحفہ دینا ہے تو اس کو ہار اور نمائش کی شکل میں دینے کی کیا ضرورت ہے؟ بلکہ اتنی ہی رقم وغیرہ کو ہدیہ کے طریقہ پر خفیہ انداز میں دینا چاہئے، بہرحال ہدیہ کو اس طرح کی نمائشی رسم بنانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

(30)...... شادی بیاہ یا کسی دوسری تقریب کے موقع پر نیوتہ کے عنوان سے جو رقم اس غرض سے دی جاتی ہے تاکہ لینے والا اتنی یا اس سے زیادہ رقم دینے والے کو کسی اس جیسی تقریب میں واپس کرے، اس غرض سے رقم کے لین دین میں کئی خرابیاں جمع ہیں، اس لئے نیوتہ کے عنوان سے واپسی کی غرض سے دی جانے والی رقم کے لین دین سے بچنا چاہئے، اور اگر کوئی خوشدلی سے معاوضہ اور ادلہ بدلہ کے بغیر دوسرے کو ہدیہ پیش کرنا چاہتا ہے، تو کھانے یا شادی کی مخصوص تقریب کے موقعہ پر دینے کی کیا ضرورت ہے؟ کسی دوسرے موقع پر بھی ہدیہ دیا جاسکتا ہے۔

اور اگر اسی موقع پر دینا چاہتا ہے، تو دینے اور لینے والے کے ناموں کی فہرست اور ناموں کی تفصیل محفوظ رکھنے کی کیا ضرورت ہے؟

(31)...... نکاح کے موقعہ پر دلہن کے والدین کے ذمہ اپنی بیٹی کو جہیز وغیرہ کے عنوان سے کچھ دینا شرعاً لازم نہیں اور آج کل اس کو اتنا ضروری اور لازم سمجھا جاتا ہے کہ اس رسم کو پورا کرنے کے لئے ہر طرح کی جدوجہد کی جاتی ہے اور دولہا والوں کی طرف سے جہیز حاصل کرنے کا مطالبہ بھی کیا جاتا ہے، دلہن یا اس کے گھر والوں سے جہیز وغیرہ کے طور پر کچھ لینے کو ضروری سمجھنا، اور لڑکی والوں سے جہیز کا مطالبہ کرنا گناہ کی بات ہے۔

(32)...... غیر اسلامی تہوار یا رسم و رواج میں ہدیہ تحفہ پیش کرنا غلط کام ہے، چنانچہ ہندوانہ اور عیسائی مذہبی تہواروں اور رسموں کے طور پر تحفہ وہدیہ دینے سے بچنا چاہئے۔

(33)...... کسی خاص تقریب کے موقع پر، مثلاً بچے کی ختنہ وغیرہ ہونے پر چھوٹے بچوں کو جو کچھ تحفہ، ہدیہ وغیرہ دیا جاتا ہے، وہ اگر دینے والا خود ہی اس کے بارے میں وضاحت کردے کہ وہ ہدیہ وتحفہ کس کی ملکیت میں دے رہا ہے، تب تو اسی کے مطابق عمل ہوگا، اور اگر وہ اس طرح کی کوئی وضاحت نہ کرے، تو اس کی ملکیت کا دارومدار عرف ورواج پر ہے، کہ عرف ورواج میں، اس طرح کے موقعہ پر کس کو مالک بنانا مقصد ہوتا ہے، بچہ کو یا اس کے والدین کو؟ اور ہمارے یہاں کے عرف میں آج کل اس طرح کے ہدیہ وتحفہ سے خاص اُس بچہ کو دینا مقصود نہیں ہوتا، بلکہ بچے کے ماں باپ کو دینا مقصود ہوتا ہے، اس لیے وہ ہدیہ و تحفہ بچہ کی ملکیت نہیں ہوگا، بلکہ ماں باپ اس کے مالک ہوں گے، اور والدین کو اس کے استعمال اور خرچ کرنے کا اختیار ہوگا، البتہ اگر کوئی شخص خاص بچہ ہی کو مالک بنانے کے لئے کوئی چیز دے، جیسا کہ بچہ کے کھلونے وغیرہ تو پھر وہ چیز خاص اس بچے ہی کی ملکیت شمار ہوگی، ماں باپ وغیرہ کو اپنی مرضی سے اس کو استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔

اسی طرح شادی بیاہ کے موقعہ پر دلہا یا دلہن کو جو کچھ ہدیہ وتحفہ وغیرہ دیا جاتا ہے، اس کا حکم بھی یہی ہے، جو پیچھے ذکر کیا گیا کہ اگر ہدیہ دینے والا خود وضاحت کردے کہ یہ کس کی ملکیت میں دے رہا ہے؟ تو اسی کے مطابق مالک تصور کیا جائے گا، ورنہ اس جگہ کے عرف ورواج میں جس کو مالک بنانا مقصود ہوتا ہے، خواہ دُلہا کو یا دولہن کو یا ان میں سے کسی کے والدین کو، بہر حال اس کو ہی مالک تصور کیا جائے گا۔

(34)...... اگر آپ کے پاس کسی کی طرف سے ہدیہ میں کوئی چیز آئی، لیکن وہ کسی ایسے برتن یا بیگ وغیرہ میں آئی، جس کو ہدیہ کرنے والے کو واپس کرنا ضروری ہے، جیسا کہ آج کل ایک دوسرے کے گھروں میں کھانا وغیرہ برتنوں میں ڈال کر بھیج دیا جاتا ہے، تو اس برتن وغیرہ کو جلد از جلد واپس کرنا چاہئے اور اس کو اپنے پاس رکھ کر استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

البتہ اگر کوئی چیز ایسی ہے کہ اس کو اسی برتن وغیرہ میں رہتے ہوئے استعمال کرنے کی ضرورت ہے، مثلاً کسی برتن میں جمی ہوئی کھیر وغیرہ ہدیہ میں آئی، تو ہدیہ کی ہوئی چیز کو اس برتن میں رہتے ہوئے کھانے میں حرج نہیں، لیکن اس کے بعد دوبارہ اس برتن وغیرہ کو اپنے استعمال میں لانا مناسب نہیں، بلکہ اس کو اسی طرح

دوسرے کی امانت کے طور پر محفوظ رکھ دینا چاہیئے، اور جلد از جلد متعلقہ شخص کو واپس کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

آج کل بعض لوگ اور خاص کر خواتین، دوسروں کے برتنوں کو واپس کرنے میں کوتاہی کرتی ہیں، جس کی وجہ سے دوسرے لوگ بھی اس طرح ہدیہ بھیجنے سے ہی کنارہ کشی کرنے لگے ہیں، اس طرزِ عمل کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

اور اگر کسی ایسی چیز میں ہدیہ بھیجا گیا، جو زیادہ قیمتی نہیں، مثلاً کوئی تھیلا، یا ہلکا پھلکا برتن، تو اس کے بارے میں واپسی کا معلوم کر لینا مناسب ہے، اور ایسے موقعہ پر ہدیہ کرنے والے کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ خود ہی وضاحت کر دے کہ یہ برتن یا تھیلا وغیرہ قابلِ واپسی ہے یا نہیں۔

البتہ جو معمولی اور عام نوعیت کے شاپنگ بیگ ہوتے ہیں اور ان کو واپس لینے کا رواج نہیں ہوتا، ان کے بارے میں وضاحت کرنے یا وضاحت طلب کرنے یا خالی کر کے واپس کرنے کی ضرورت نہیں، اسی طرح اگر کوئی چیز اس ہدیہ کے ساتھ مختص ہے، مثلاً پھلوں کے ساتھ لکڑی کی پیٹی یا عطر کی شیشی وغیرہ، اس کو بھی واپس کرنا ضروری نہیں، اور اس کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہے۔

Idara Ghufran

عبرت کدہ — حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط 4 — مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کی فرعون کے گھر میں پرورش وتربیت

فرعون کی بیوی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے محل میں لے گئی، تو محل کے کسی ملازم نے کہا کہ یہ بچہ تو اسرائیلی معلوم ہوتا ہے، اور یہ ہمارے دشمنوں کے خاندان کا بچہ ہے، اس لئے اس کا قتل کر دینا ضروری ہے، ایسا نہ ہو کہ یہ وہی بچہ ہو، جس کی طرف خواب میں اشارہ کیا گیا ہے، اور یہ فرعون کی سلطنت کے زوال کا باعث بن جائے، یہ بات سن کر فرعون کو بھی اس بچہ کے قتل کرنے کا خیال پیدا ہو۔

لیکن فرعون کی بیوی نے جب فرعون کے یہ تیور دیکھے، تو کہنے لگی کہ ایسے پیارے بچہ کو قتل نہیں کرنا، ممکن ہے کہ یہ ہمارے آنکھوں کی ٹھنڈک بن جائے، یا ہم اس کو منہ بولا بیٹا بنالیں، اور آئندہ مستقبل میں یہ ہمارے لئے فائدہ مند ثابت ہو۔

فرعون کی بیوی کا یہ جواب سن کر فرعون نے کہا کہ تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا، مجھے آنکھیں ٹھنڈی کرنے کی ضرورت نہیں۔

احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر فرعون بھی یہ بات کر دیتا کہ یہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا، تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرعون کی بیوی کو ہدایت دی، اسی طرح اللہ تعالیٰ فرعون کو بھی ہدایت عطا فرما دیتے، لیکن وہ ہدایت سے محروم رہا۔ [1]

---

[1] فلما سمع الذباحون بأمره أقبلوا بشفارهم إلى امرأة فرعون ليذبحوه -وذلک من الفتون يا ابن جبير -فقالت لهم :اتركوه، فإن هذا الواحد لا يزيد فی بنی إسرائيل حتی آتی فرعون فأستوهبه منه، فإن وهبه لی كنتم قد أحسنتم وأجملتم، وإن أمر بذبحه لم ألمكم، فأتت به فرعون، فقالت :قرة عين لی ولک، قال فرعون :يكون لک، فأما لی فلا حاجة لی فی ذلک، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :والذی أحلف به، لو أقر فرعون بأن يكون له قرة عين كما أقرت امرأته لهداه الله به كما هدى امرأته، ولكن حرمه ذلک(مسند ابی يعلیٰ الموصلی، رقم الحديث ٢٦١٨)

قال حسين سليم اسد الدارانی:رجاله ثقات(حاشية مسند ابی يعلیٰ)

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّةُ عَيْنٍ لِّيْ وَلَكَ لَا تَقْتُلُوْهُ عَسٰى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ (سورة القصص، رقم الآية ۹)

یعنی ’’اور فرعون کی بیوی نے کہا کہ (یہ) میری اور تمہاری (دونوں کی) آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اس کو قتل نہ کرنا شاید کہ یہ ہمیں فائدہ پہنچائے یا ہم اسے بیٹا بنالیں اور وہ (انجام سے) بے خبر تھے‘‘

مطلب یہ ہے کہ کیسا پیارا بچہ ہے، ہمارے کوئی لڑکا نہیں، اس لئے اسی سے دل بہلائیں اور آنکھیں ٹھنڈی کیا کریں۔

وہ یہ سمجھے کہ بنی اسرائیل میں سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے، جو دریا میں بہتے بہتے یہاں تک پہنچ گیا، اس لئے ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا، ضروری تو نہیں کہ یہ وہی بچہ ہو جس سے ہمیں خوف ہے۔

پھر جب ہم اس بچہ کی پرورش کریں گے، تو وہ خود ہی ہم سے شرمائے گا، کس طرح ممکن ہے کہ ہم سے ہی دشمنی کرنے لگے۔ [1]

اِدھر فرعون اور اس کی بیوی کے درمیان یہ گفتگو ہو رہی تھی، اُدھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا برا حال تھا، اور بے قرار تھیں، ایک الہامی خیال سے بچہ کو دریا کے سپرد تو کر دیا، مگر ماں کی مامتا نے زور کیا، اور بے چین ہو کر اس پر آمادہ ہو گئیں کہ اپنے اس راز کو ظاہر کریں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس اضطراب و بے چینی کی حالت کو اپنے فضل و کرم سے اطمینان و سکون سے تبدیل کر دیا، اور ان کے دل کو مضبوط کر دیا، جس کے نتیجے میں صبر کا دامن ان کے ہاتھ سے چھوٹنے نہ پایا، اور یہ راز، راز ہی رہا، اور کسی طرح راز افشاء نہ ہونے پایا۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

---

[1] فقالت الغواة لفرعون ايها الملك انا نظن ان ذلك المولود الذى تحذر منه من بنى إسرائيل هو هذا رمى به فى البحر خوفا منك ان تقتله فهم فرعون بقتله قالت آسية قرة عين لى ولك لا تقتلوه عسى ان ينفعنا او نتخذه ولدا وكانت لا تلد فاستوهبت موسى من فرعون فوهبه لها وقال فرعون اما انا فلا حاجة لى فيه .قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لو قال يومئذ هو قرة عين لى كما هو لك لهداه الله كما هداها فقيل لاسية سميه فقالت سميته موسى لانا وجدناه بين الماء والشجر؟ "فمو "هو الماء -و "سا "هو الشجر (التفسير المظهرى، ج۷ص۱۴۷، سورة القصص)

وَاَصْبَحَ فُؤَادُ اُمِّ مُوْسٰى فٰرِغًا ۙ اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ لَوْلَاۤ اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ(سورۃ القصص، رقم الآیۃ ۱۰)

یعنی ''اورصبح کو موسیٰ کی ماں کا دل بے قرار ہوگیا قریب تھی کہ بے قراری ظاہر کردے اگر ہم اس کے دل کو صبر نہ دیتے، تا کہ اسے ہمارے وعدے کا یقین رہے''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے اپنی بڑی بچی سے جو ذرا سمجھ دار تھیں فرمایا کہ تم اس صندوق پر نظر جما کر کنارے کنارے چلی جاؤ، دیکھو کیا انجام ہوتا ہے؟ مجھے بھی خبر کرنا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ دور سے اسے دیکھتی ہوئی چلیں، لیکن اس طرح سے کہ کوئی اور نہ سمجھ سکے۔

چنانچہ سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَقَالَتْ لِاُخْتِهٖ قُصِّیْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ(سورۃ القصص، رقم الآیۃ ۱۱)

یعنی ''اور موسیٰ کی والدہ نے موسیٰ کی بہن سے کہا کہ تم اس کے پیچھے پیچھے چلی جاؤ اس کا حال جاننے کیلئے چنانچہ وہ چلی گئی اور اس کو دور سے اس طرح دیکھتی رہی کہ ان لوگوں کو پتہ نہ چلنے پائے''

جب فرعون کی ملازماؤں نے یہ تابوت دریا سے نکالا اور اس سے بچہ برآمد ہوا تو اس واقعہ کی خبر سارے شہر میں آناً فاناً پھیل گئی، حضرت موسیٰ کی بہن اس مقام پر پہنچ گئی جہاں بچہ کے گرد بھیڑ لگی تھی کہ وہاں وہ ایک طرف کھڑے ہوکر اور بے تعلق سی بن کر دور سے دیکھتی رہی اور لوگوں کی باتیں سنتی رہی مگر کسی کو یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ لڑکی اس بچہ کی بہن ہے۔ (جاری ہے......)

Idara Ghufran

طب وصحت مفتی محمد رضوان

ابتدائی طبی امداد (First Aid) (قسط 1)

ابتدائی طبی امداد (First Aid) سے مراد وہ امداد ہے، جو باضابطہ یا مکمل علاج کے مہیا ہونے سے پہلے فوری طور پر بیمار یا متاثرہ مریض کو عام آدمی یا طب سے وابستہ کوئی شخص مہیا کرے، ہر شخص کو ابتدائی طبی امداد کے علم سے آگاہ ہونا بہت اہم اور مفید ہے، جس کی وجہ سے بڑی تکلیف، حادثہ یا ہلاکت سے کافی حد تک حفاظت رہتی ہے، ابتدائی طبی امداد دینے کے بعد مریض کو بغرضِ معائنہ کسی ماہر معالج یا قریبی ہسپتال سے رجوع کرنا مناسب ہے۔

مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کرنا

بعض اوقات کسی حادثہ مثلاً پانی میں ڈوبنے، زہروں کے استعمال یا بجلی وغیرہ کے کرنٹ سے انسان کا سانس عارضی طور پر رُک جاتا ہے، کسی گہرے صدمہ کی وجہ سے بھی یہ عارضہ پیش آسکتا ہے، ایسی صورت میں مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کرنے کی فوری ضرورت ہوتی ہے، جس سے مریض کی جان بچنے کے امکانات روشن ہوتے ہیں، ورنہ انسان کے فوت ہوجانے کا خدشہ ہوتا ہے۔

مصنوعی سانس جاری کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو پیٹھ کے بل چت لٹائیں اور اس کے کندھوں کے نیچے تکیہ یا کوئی کپڑا تہہ کر کے رکھ دیں، جو شخص مصنوعی سانس جاری کرائے وہ مریض کے سر کے پیچھے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر ذرا آگے کی طرف جھک جائے، اگر مریض کے ناک اور منہ میں کوئی چیز ہو تو اسے صاف کر دے، اور مریض کی زبان باہر کی طرف کھینچے، اس کے بعد مریض کی کلائیوں کو نیچے سے پکڑ کر اس کے بازوؤں کو دائیں بائیں طرف لاتے ہوئے اپنی طرف اس طرح کھینچیں کہ مریض کی کہنیاں زمین سے چھوتی ہوئی آئیں۔ اس عمل سے پھیپھڑوں میں ہوا بھر جائے گی، اس کے بعد ان مڑے ہوئے بازوؤں کو دھیرے دھیرے سامنے نیچے اور اندر کی طرف لا کر کہنیوں اور بازوؤں کو مریض کی چھاتی پر زور سے دبائیں، اس عمل سے ہوا پھیپھڑوں سے نکل جائے گی، بار بار یہی عمل کرتے رہیں، یہاں تک کہ سانس کی آمدورفت باقاعدہ جاری ہوجائے اور مناسب یہ ہے کہ کسی معالج و ڈاکٹر وغیرہ سے اس طریقہ

Idara Ghufran

کہ اچھی طرح سمجھ لیں۔

اگر مریض کی ریڑھ کی ہڈی یا پسلی وغیرہ ٹوٹ گئی ہو تو مذکورہ بالا طریقہ مناسب نہیں، کیونکہ ہڈیوں پر دباؤ پڑنے سے نقصان ہوسکتا ہے۔

ایسے حالات میں منہ پر منہ رکھ کر سانس بحال کرنے کا طریقہ بہتر ہوتا ہے۔

منہ پر منہ رکھ کر سانس بحال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اگر مریض کے حلق کی نالی میں کوئی رکاوٹ نہ ہو تو ایک لمبی سانس لیں اور روک لیں، پھر مریض کے منہ سے منہ لگا کر سانس کو آہستہ آہستہ چھوڑیں، اس دوران مریض کے نتھنے مضبوطی سے پکڑے رکھیں، اس عمل کو ایک منٹ میں پندرہ سے بیس مرتبہ کریں۔ یہ عمل چھوٹے بچوں کے لئے بہت مفید ہوتا ہے۔

مریض کی زبان پر انگلی سے ضرب لگانا بھی سانس جاری کرنے کے لئے مفید ہے۔

سانس جاری کرنے کے لئے بعض اوقات کافی دیر بھی لگ سکتی ہے، جس سے گھبرانا نہیں چاہئے۔

دل کی حرکت بند ہو جانا

اتفاقی طور پر دل کی حرکت بند ہو جانے کی حالت میں مریض کو چت لٹا کر اس کے دل پر آہستہ آہستہ تھپکیاں دیں۔

اگر مریض کا سانس کلوروفارم یا اسی قسم کی کسی دوسری دوا کے اثر سے بند ہو گیا ہو، تو مریض کو اس طرح چت لٹایا جائے کہ اس کا سر نیچے کی طرف جھکا رہے پھر اسی اوپر ذکر کردہ طریقہ کے مطابق سانس یا دل کی حرکت جس کی بھی ضرورت ہو، جاری کرنے کی کوشش کی جائے۔

آگ سے جلنا

اگر اللہ نہ کرے کپڑوں میں آگ لگ جائے تو اس حادثہ کے رونما ہونے پر مریض کو بھاگنے دوڑنے نہ دیں، اس حالت میں اگر کوئی شخص بھاگتا ہے تو ہوا لگنے سے شعلے اور بھی بھڑک اٹھتے ہیں، اس حادثے سے نمٹنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ایسے شخص کو زمین پر لٹا دیں اور اوپر سے موٹی چیز کمبل، دری، شال یا قالین وغیرہ ڈال کر پوری طرح لپیٹ دیں، اس طرح آگ آکسیجن حاصل کرنے سے محروم ہو، کر خود سے بجھ جاتی ہے اور اگر ایسی صورت پر عمل مشکل ہو تو متاثرہ شخص کو چاہئے کہ وہ فوراً زمین پر لیٹ کر پلٹیاں کھائے، اس سے بھی آگ بجھ جاتی ہے۔

Iqra Ghufran

آگ بجھ جانے کے بعد اگر متاثرہ شخص کا کوئی حصہ جل گیا ہو تو اس پر سے کپڑا ہٹا کر یا کاٹ کر کھانے کا سوڈا تھوڑا پانی میں ملا کر جلے ہوئے مقام پر لگائیں، یا نیم گرم پانی دھار کی صورت میں متاثرہ مقام پر ڈالیں، چونے کا پانی اور السی کا تیل برابر وزن ملا کر لگانا بھی مفید ہے، گھیکوار کا گودا متاثرہ مقام پر لگانا جلی ہوئی جلد کا بہترین علاج ہے۔

انڈے کی سفیدی لگانے سے بھی جلے ہوئے مقام کی تکلیف میں آرام آتا ہے، اگر جلے ہوئے مقام پر فوری شہد لگا دیا جائے، تو چھالے نہیں پڑتے۔

جلے ہوئے مقام پر کچا آلو لگانا یا برنال لگانا بھی مفید ہے، زیادہ جل جانے کی صورت میں کسی ماہر معالج یا قریبی ہسپتال سے رجوع کرنا چاہئے۔

آسمانی بجلی کا گرنا

جب آسمانی بجلی کڑک رہی ہو تو مکان یا عمارت کے اندر رہنے کی کوشش کریں، کسی اونچے مکان یا درخت پر نہ چڑھیں، کسی درخت کے نیچے بھی نہ بیٹھیں، لوہے کی کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھیں، مشہور ہے کہ آسمانی بجلی عام طور پر سیاہ رنگ والی چیز کے اوپر گرتی ہے، اس لئے آسمانی بجلی کے کڑکنے کے وقت کوئی سیاہ چیز، سیاہ کپڑا وغیرہ پہن یا اوڑھ کر باہر نہ نکلیں، بارش کے لئے چھتری بھی سیاہ رنگ کی استعمال نہ کریں تو بہتر ہے۔

اگر کسی کے اوپر آسمانی بجلی گر جائے تو مریض کو فوراً ٹھنڈے پانی سے نہلائیں، سر پر ٹھنڈا پانی گرائیں اور پیچھے ذکر شدہ آگ سے جلنے والی تدابیر اختیار کریں، اگر مریض بے ہوش ہو گیا ہو تو ہوش میں لانے کی تدبیر اختیار کریں، سانس رُک گیا ہو تو مصنوعی طور پر سانس جاری کرنے کی کوشش کریں اور کسی ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کریں۔

بجلی کا کرنٹ لگنا

شہری ہو یا دیہاتی کوئی بھی شخص بجلی کے کرنٹ کے حادثے کا شکار ہو سکتا ہے، جب کسی شخص کا ہاتھ یا جسم کا کوئی حصہ بجلی کی تار یا کرنٹ والی چیز سے چھوتا ہے تو اس کو فوراً سخت صدمہ پہنچتا ہے، جس سے اس کی حرکت کی قوت جاتی رہتی ہے، وہ اپنے ہاتھ یا جسم کے دوسرے حصے کو جو کرنٹ کی زد میں ہو، اس سے الگ نہیں کر سکتا، اور بے بس ہو کر رہ جاتا ہے، ایسے شخص کو فوری امداد کی ضرورت ہوتی ہے، ایسی حالت میں

فوری طور پر پیچھے سے بجلی کا سوئچ بند کر دینا چاہئے، اگر سوئچ تک رسائی نہ ہو تو اس آدمی کے جسم کو تار سے الگ کرنے کی کوشش کرنا چاہئے، لیکن مدد کرنے والے فرد کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ خود بجلی کی گرفت میں نہ آجائے۔ خشک لکڑی، خشک کپڑے، پلاسٹک یا ربڑ کی بنی ہوئی اشیاء، خشک گھاس، بان کی رسی اور خشک سرکنڈے وغیرہ میں سے کرنٹ نہیں گزر پاتا۔

اس لئے مدد کرنے والے شخص کو اس قسم کی مذکورہ اشیاء کی مدد سے بجلی کی تار کو انسانی جسم سے الگ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اگر مذکورہ اشیاء گیلی ہوں یا ان میں نمی ہو تو ان میں بھی کرنٹ آجاتا ہے، اسی طرح لوہے، تانبے، اور پیتل جیسی دھاتوں سے کرنٹ چھڑانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔

مدد کرنے والے شخص کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ وہ متاثرہ شخص کے جسم سے نہ چھو جائے، ورنہ وہ خود بھی کرنٹ کی پکڑ میں آسکتا ہے۔

جو شخص کرنٹ کی زد میں آجائے، تو اسے کرنٹ سے الگ کر کے خشک مٹی یا خشک ریت پر لٹا کر خوب دبایا جائے، اور اس کا جوتا وغیرہ اتار دیا جائے، سینے اور گلے وغیرہ کی بندشیں کھول دی جائیں، ہاتھ اور پاؤں کو ریت میں دبا دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

اگر بجلی کے کرنٹ سے مریض بے ہوش ہو گیا ہو، تو اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنی چاہئے، جس کا طریقہ آگے آتا ہے، اگر سانس بند ہو گیا ہو تو اس کو مصنوعی طریقہ پر جاری کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پانی وغیرہ میں ڈوب جانا

پانی میں ڈوبنے سے جو موت واقع ہوتی ہے، اس کا سبب زیادہ تر منہ اور ناک وغیرہ کے ذریعہ پانی اندر جا کر سانس بند ہونا ہوا کرتا ہے، یہ بات یاد رکھیے کہ طبی اعتبار سے پانی میں ڈوبے ہوئے انسان کا سانس جاری کر کے اس کی جان ڈوبنے کے دو گھنٹہ بعد بھی بچنے کا امکان ہوتا ہے، اس لئے ایسے انسان کو جو ڈوبنے کے بعد بظاہر مُردہ نظر آئے اس کا مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، پانی سے نکالنے کے بعد اسے فوراً اوندھا لٹا کر پشت پر ہاتھ رکھ کر دبائیں، اس طرح اس کے منہ سے پانی خارج ہو جاتا ہے، پھر اسے پیٹھ کے بل لٹا کر منہ کو ریت اور کیچڑ وغیرہ سے صاف کر دیں، اگر جسم پر تنگ کپڑے ہوں تو ڈھیلے کر دیں، گلے وغیرہ کے بٹن اور بندشیں کھول دیں، اس کے بعد مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کریں، جب تک مریض قدرتی طور پر سانس نہ لینے لگے یا معالج نہ آجائے اس عمل کو جاری

رکھیں، اگرچہ ڈوبا ہوا شخص مردہ ہی کیوں نہ نظر آئے، بعض اوقات سانس جاری کرنے میں ایک گھنٹہ تک مصنوعی طریقہ پر سانس جاری کرنے کا عمل کرنا پڑتا ہے، جب سانس کی باقاعدہ آمد و رفت شروع ہو جائے تو اس کے جسم کو حرارت و گرمی پہنچانے کے لئے گرم چادر، کمبل وغیرہ میں لپیٹیں، ٹانگوں اور بازوؤں کو نیچے سے اوپر کی طرف ملیں، تاکہ خون کو رگوں کے واسطہ سے دل کی طرف جانے میں مدد ملے، گرم پانی کی بوتلیں بغل میں رکھیں، تھوڑا قہوہ یا چائے پلائیں۔

اس کے بعد ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کریں۔

کیل، کانٹا یا سوئی وغیرہ کا چبھ جانا

اگر کسی کو پاؤں وغیرہ میں کیل، کانٹا یا سوئی وغیرہ چبھ جائے تو اس کو عام چیز سمجھ کر نظر انداز نہ کریں، بلکہ فوراً پاؤں کو صاف ستھرے پانی سے دھو کر کیل کانٹا یا سوئی وغیرہ کو پاؤں سے نکالنے کی کوشش کریں، جسم میں چبھی ہوئی چیز کو نکالنے کے لئے کوئی میلی کچیلی، زنگ آلود اور جراثیم زدہ یا دوسرے کی استعمال شدہ چیز جلد میں ہرگز داخل نہ کریں اور زخم کو کھلا نہ چھوڑیں، ہلدی میں تھوڑا سا گھی یا تیل ملا کر متاثرہ مقام پر لگا دیں۔

اگر کانٹا گہرائی میں ہو تو گھیکوار (یعنی ایلوویرا) کا گودا دو دن زخم پر باندھیں، اس سے عموماً جلد نرم ہو کر کانٹا باہر نکل آتا ہے۔

یہ بات یاد رکھیے کہ زنگ اور جراثیم زدہ چیز کے زیادہ دیر جسم میں رہنے سے بڑا خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔

اگر تکلیف دور نہ ہو، تو معالج یا ہسپتال سے رجوع کرنا چاہئے۔

شیشے کے ریزوں کا چبھ جانا

عموماً گھروں میں شیشے کا گلاس، شیشے کی بوتل یا کوئی برتن، بلب وغیرہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس کے ریزے پاؤں وغیرہ میں چبھ جاتے ہیں، اگر شیشہ سفید رنگ کا ہو اور اس کے ذرے بڑے ہوں تو آسانی سے دکھائی دے جاتے ہیں اور انہیں نکالنا آسان ہوتا ہے، انہیں کسی صاف اور غیر زنگ آلودہ چیز سے پکڑ کر نکالنا چاہئے، شیشہ کا ریزہ نکالنے کے بعد زخم کو اچھی طرح صاف کر دینا چاہئے، اور ہلدی میں گھی یا تیل ملا کر اوپر پٹی باندھ دینا چاہئے۔

اگر شیشے کے ذرے چھوٹے ہوں اور وہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیں تو ایسی صورت میں آتشی شیشے (یعنی عدسہ) وغیرہ سے دیکھنے کی کوشش کرنی چاہئے، ورنہ فوراً کسی ماہر معالج یا ہسپتال سے رجوع کرنا چاہئے۔

زخم سے خون کا بہنا

جسم کے کسی بھی حصے پر کسی تیز دھار چیز مثلاً چاقو، چھری، شیشے، پتھر وغیرہ لگنے سے جلد زخمی ہو جاتی ہے، اور اس سے خون بہنا شروع ہو جاتا ہے، اگر خون کو روکا نہ جائے تو زیادہ خون بہہ جانے سے مریض کے بے ہوش ہو جانے یا مر جانے کا بھی خدشہ ہو جاتا ہے۔

اگر خون آہستہ آہستہ بہہ رہا ہو تو جس عضو سے خون بہہ رہا ہو، اس کو جسم کے باقی حصہ سے اونچا کریں، مثلاً ہاتھ پر زخم ہو، تو اس کو جسم سے اوپر اٹھا دیں، اور پاؤں میں زخم ہو، تو زخمی کو لٹا کر ٹانگ کو اونچا کر دیں، اس کے بعد زخم پر ٹھنڈا پانی گرائیں یا برف لگائیں، یا بجھا ہوا چونا لگائیں، اگر اس تدبیر سے خون بند نہ ہو تو صاف کپڑے کی گدی زخم پر رکھ کر پٹی سے کس کر باندھ دیں، یا کسی صاف کاغذ کو جلا لیں اور اس کی راکھ زخم پر رکھ کر اس پر پٹی باندھ دیں۔

یا پھر کوئی صاف ریشمی یا سوتی کپڑا جلالیں اور اس کی راکھ زخم پر رکھیں اور پٹی باندھ دیں، ان تدبیروں میں سے کسی پر عمل کر لینے سے عموماً خون رُک جاتا ہے۔

اگر خون نکلنے والی جگہ کو کچھ دیر دبا کر رکھا جائے، یا زخم کے اوپر کی طرف نرم حصہ کو دبا کر رکھا جائے، تو بھی خون بند ہو جاتا ہے، تھوڑی دیر دبا کر رکھنے کے بعد صاف پٹی، گدی وغیرہ رکھ کر کچھ کس کر باندھ دیں۔

زخم کے متعلق احتیاطی تدابیر

جب جسم میں کوئی زخم لگ جائے تو زخم کو مٹی، گرد وغبار یا کسی دوسری غلاظت اور جراثیم والی چیزوں سے محفوظ رکھنا چاہئے اور زخم والی جگہ کو زیادہ ہلانے جُلانے اور کام کاج کرنے سے بھی ممکنہ حد تک بچنا چاہئے، زخم کے دونوں سروں کو آپس میں ملا کر صاف پٹی وغیرہ کے ذریعہ باندھنے سے زخم کئی قسم کی گندگیوں سے محفوظ ہو جاتا ہے، اور تازہ زخم میں خالص شہد بھرنے سے وہ جلد ہی جڑ جاتا ہے۔

بدن کے کسی جوڑ میں موچ کا آنا

جب کسی جوڑ کے اچانک ٹیڑھا ہو جانے اور مڑ جانے یا جھٹکا اور دباؤ پڑنے سے اس جوڑ کے بندھن پھٹ جاتے ہیں، یا اس جوڑ کے پٹھے اور رگیں کھنچ جاتی ہیں، تو اس کو ''موچ آنا'' کہا جاتا ہے، جب کسی جوڑ میں موچ آتی ہے، تو اس جوڑ میں سخت درد ہوتا ہے، اور اس جگہ ورم آ جاتا ہے، اور اس جگہ کو ہلانا جلانا مشکل

ہو جاتا ہے۔

ایسی صورت میں اس عضو کو آرام دیں، ہلانے جلانے سے پرہیز کریں، اور اس حصہ کو کچھ تیز گرم پانی میں تقریباً آدھا گھنٹہ ڈبو کر رکھیں یا متاثرہ مقام پر گرم پانی ڈال کر ٹکور کریں، اس کے بعد گرم روئی رکھ کر کپڑے کی پٹی سے کس کر باندھیں، پٹی موچ کے نیچے سے باندھنا شروع کریں، اور اوپر کی طرف ختم کریں، دوسرے دن پٹی اُتار دیں، اور موچ والے عضو کو پندرہ بیس منٹ تک گرم پانی میں رکھیں، اور اس کو آہستہ آہستہ نیچے سے اوپر کی طرف مَلیں۔

اگر پاؤں میں موچ آجائے، تو اس کی گرم پانی سے ٹکور کرنے کے بعد انڈے کی زردی میں تھوڑا گیرو ملا کر ہلکا گرم لیپ کریں، اور آگ سے ہلکی سکائی یعنی ٹکور کریں، یہاں تک کہ دوا خشک ہو جائے۔

آرام نہ آنے کی صورت میں ماہر معالج یا ہسپتال سے رابطہ کریں۔

سخت ضرب یا چوٹ کا لگنا

چھت یا دیوار کے کسی کے اوپر گرنے سے اگر کوئی شخص دب جائے تو اس کو کھینچ کر نکالنے سے پرہیز کریں، اور سب سے پہلے منہ کی طرف سے ملبہ وغیرہ فوری اٹھانے کا بندوبست کریں۔ اس ضرورت کے لئے آواز دے کر اپنے قریبی لوگوں کو بھی بلا لینا چاہئے، تاکہ فوری طور پر ملبہ اٹھایا جاسکے، اور اگر کسی دوسرے طریقہ سے سخت چوٹ لگی ہو تب بھی اور مندرجہ بالا صورت میں بھی متاثرہ شخص کو آرام سے سیدھا لٹائیں، سر کے نیچے تکیہ یا کوئی کپڑا وغیرہ رکھ کر سر کو باقی جسم سے اونچا کردیں، اگر ٹانگ میں چوٹ لگی ہو تو اس کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اس کو سر سے کچھ اونچا رکھیں، اگر چوٹ ہاتھ یا کلائی پر لگی ہو تو رومال، یا کسی کپڑے سے باندھ کر گردن میں لٹکائیں، تاکہ اس پر دباؤ نہ پڑے۔

اگر مریض بے ہوش ہو، تو گلے اور سینے کے بٹن اور بندھن کھول دیں، ازار بند یا دھوتی (لنگی) وغیرہ کو بھی ذرا ڈھیلا کردیں، ہاتھ اور پاؤں کے تلوؤں کو ہاتھوں سے رگڑیں، ہلکا سا پانی کا منہ پر چھینٹا دیں، اگر ان تدابیر سے مریض ہوش میں نہ آئے تو فوری قریبی ہسپتال یا ماہر معالج سے رجوع کریں۔

معمولی چوٹ کا لگنا

اگر چوٹ معمولی ہو اور متاثرہ شخص ہوش میں ہو، اور بیرونی جلد پر زخم کا نشان نہ ہو، البتہ جلد کے نیچے خون جم کر نیل پڑ گیا ہو تو اسپرٹ اور پانی ملا کر یا سرکہ اور پانی ملا کر، اور اگر یہ چیزیں دستیاب نہ ہوں تو صرف

ٹھنڈے پانی میں کپڑا بھگو کر چوٹ پر رکھیں، اور ایسا بار بار کریں، اندرونی چوٹ کے لئے 3 گرام ہلدی کا سفوف، دودھ کے ساتھ مریض کو پلائیں، چونا اور ہلدی ملا کر ذرا سا گرم کر کے سینکنے یا باندھنے سے بھی سُوجن اور چوٹ کے درد کو آرام ملتا ہے۔

اگر چوٹ ہاتھ یا کلائی پر لگی ہو تو کلائی کو رومال وغیرہ سے باندھ کر گردن میں لٹکائیں، تاکہ اس پر دباؤ نہ پڑے۔

ہڈی ٹوٹنا

بعض اوقات ہڈی ٹوٹ کر باہر نکل آتی ہے، لیکن اکثر و بیشتر ہڈی ٹوٹ کر اندر ہی رہتی ہے، اور اس جگہ ورم ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے ہڈی ٹوٹنے کی نشانیوں کو جاننے میں دشواری پیش آتی ہے، ہڈی ٹوٹنے کی عام نشانیوں میں اس جگہ درد ہوتا ہے، یا اس عضو کی حرکت کی قوت ختم ہوجاتی ہے، یا عضو کی شکل بگڑ جاتی ہے، یا اس عضو کو ہلانے سے ٹوٹی ہوئی ہڈی کے سروں کے آپس میں رگڑ کھانے کی آواز پیدا ہوتی یا محسوس ہوتی ہے، یا عضو سکڑ جاتا ہے یا اس کی لمبائی کم ہوجاتی ہے۔

ان میں سے ایک یا زیادہ نشانیاں موجود ہوں تو سمجھ لینا چاہئے کہ ہڈی ٹوٹ گئی ہے، ایسے افراد جن کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو، ان کے بارے میں چند احتیاطیں اختیار کرنی چاہئیں۔

ایک تو یہ کہ متاثرہ شخص جس جگہ پڑا ہو، شدید ضرورت کے بغیر وہاں سے اس وقت تک نہ ہٹائیں جب تک کہ اُس کے متاثرہ مقام پر کھپچیاں نہ باندھ لیں، یا کسی دوسرے طریقے سے نہ سنبھال لیں۔ ریڑھ کی ہڈی ٹوٹنے پر اس اصول کو خصوصاً پیش نظر رکھنا چاہئے۔

دوسرے یہ کہ کھپچیاں مضبوط اور اتنی بڑی ہوں کہ شکستہ اوپر اور نیچے کے جوڑ حرکت نہ کرسکیں۔

تیسرے یہ کہ نہایت نرمی سے اور آہستہ آہستہ ٹوٹے ہوئے عضو کو سیدھا کردیں۔

چوتھے یہ کہ متاثرہ شخص کو کپڑا اوڑھا دیں، تاکہ اس کا جسم گرم رہے۔

پانچویں پٹی کس کر باندھیں، لیکن اتنا زیادہ نہ کسیں کہ دورانِ خون بند ہوجائے۔

چھٹے جب معمولی سا بھی شک ہو کہ ہڈی ٹوٹ گئی ہے تو متاثرہ شخص کو فوراً ماہر معالج یا قریبی ہسپتال لے جانے کا بندوبست کریں۔

ساتویں متاثرہ شخص کو آرام پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کریں، اور گھبراہٹ کا علاج کریں۔

ہڈی کا جوڑ اتر جانا

بعض اوقات جھٹکا وغیرہ لگنے سے ہڈی کا جوڑ اپنی جگہ سے اتر جاتا ہے، جس کی نشانیاں یہ ہیں۔

جوڑ یا اس کے قریب سخت درد ہوتا ہے، اور عضو میں حرکت نہیں ہو پاتی، اور عضو کی جگہ اور شکل تبدیل ہو جاتی ہے، اور جوڑ کے قریب ورم ہو جاتا ہے۔

اس طرح ایک یا چند نشانیاں موجود ہونا، جوڑ اترنے کی علامت ہوتی ہے۔

اس طرح کا مریض اگر گھر سے باہر ہو تو اسے اس طرح سہارا دیں کہ جس سے متاثرہ شخص کو ہر ممکن آرام ملے، شدید درد کی صورت میں جوڑ پر بار بار ٹھنڈے پانی کا کپڑا رکھیں، ٹھنڈے پانی سے آرام نہ ہو تو کپڑا گرم پانی میں بھگو کر رکھیں، اور اس کے بعد کسی قابل معالج یا ہسپتال سے رجوع کریں۔

﴿بقیہ متعلقہ صفحہ 93 ''اخبارِ عالم''﴾

بل کی منظوری دے دی ☜ 10/فروری: پاکستان: 50 کروڑ آمدن والے افراد، کمپنیوں پر سپر ٹیکس لگانے کا فیصلہ ☎ ریلوے کا امریکہ سے 26 ارب کے 55 انجن خریدنے کا معاہدہ ☜ 11/فروری: پاکستان: قطر سے 16 ارب ڈالر کی ایل این جی درآمد کا معاہدہ، 2031 تک سالانہ ایک ارب ڈالر کی ایل این جی آئے گی، معاہدے طے، وزیرِ اعظم کی دوحہ میں قطری امیر سے ملاقات ☜ 12/فروری: پاکستان: اسلام آباد مارگلہ پہاڑیوں پر 5 سال بعد برفباری، ایبٹ آباد میں 40، مانسہرہ میں 20 سالہ ریکارڈ ٹوٹ گیا، شاہراہیں، رابطہ سڑکیں بند ☜ 13/فروری: پاکستان: امریکہ نے پاکستان کو 8 ایف سولہ طیارے فروخت کرنے کی منظوری دے دی ☜ 14/فروری: پاکستان: گھی اور کوکنگ آئل کی قیمتوں میں 5 روپے فی کلو تک اضافہ ☜ 15/فروری: پاکستان: اسلام آباد، وزیر اعظم میرٹ سکالرشپ پروگرام کے تحت، انٹرمیڈیٹ کے پوزیشن ہولڈرز کو سکالرشپ دینے کا منصوبہ، 7 ہزار 250 طلباء مفید ہوں گے ☜ 16/فروری: پاکستان: اسلام آباد، ن لیگ کے شیخ انصر اسلام آباد کے پہلے میئر منتخب، ڈپٹی میئر کی تینوں سیٹیں بھی جیت لیں ☜ 17/فروری: پاکستان: اسلام آباد صدر ممنون حسین نے غیر ہنرمندوں کی تنخواہیں بڑھانے کے بل کی منظوری دے دی ☜ 18/فروری: پاکستان: بھاشا ڈیم کے لئے 56 ہزار 322 کنال اراضی ایکوائر، 27 ارب، 47 کروڑ معاوضہ تقسیم ☜ 19/فروری: پاکستان: سنگین جرائم میں ملوث افراد کے خلاف سخت کریک ڈاؤن کا فیصلہ، ڈی جی رینجرز سندھ کی زیرِ صدارت اجلاس ☜ 20/فروری: پاکستان: پاکستان نے ایران پر عائد پابندیاں اٹھالیں، تمام شعبوں میں تعلقات بحال۔

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب و روز

❑......11 / 18 / 25 / ربیع الآخر اور 3 / 10 جمادی الاولیٰ، جمعہ کے دن متعلقہ مساجد میں حسبِ معمول وعظ ومسائل کی نشستیں ہوئیں۔

❑......13 / 20 / 27 / ربیع الآخر اور 5 / 12 جمادی الاولیٰ، بروز اتوار دن دس بجے حسبِ سابق، حضرت مدیر صاحب کی ہفتہ وار اصلاحی نشست ادارہ میں منعقد ہوتی رہی۔

❑......10 / ربیع الآخر، جمعرات، حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے کچھ اساتذہ تفریح وہواخوری کے لئے اسلام آباد کے مضافات میں تشریف لے گئے، واپسی پر کچھ دیر کے لئے ''جامعہ دارالہدیٰ'' (گولڑہ اسٹیشن) بھی جانا ہوا، اور مدرسہ کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ فرمایا، مغرب سے قبل واپسی ہوئی۔

❑......10 / ربیع الآخر، جمعرات، حضرت مدیر صاحب، مسجد باب الاسلام (محلّہ نیاریاں، بنی) کی انتظامیہ کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے، اور زیرِ تعمیر مسجد کے قبلہ رخ کے بارے میں متعلقہ شرعی احکامات کے تناظر میں اہلِ مسجد سے بات چیت ہوئی، اور قبلہ رخ کی تعیین کی گئی۔

❑......11 / ربیع الآخر، جمعہ دن دس بجے، ادارہ کے لئے خرید کردہ نئے مکان کی رجسٹری عمل میں آئی۔

❑......16 / ربیع الآخر، بدھ، بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب، اپنے کزن جناب مبشر ندیم خان صاحب کے گھر کھانے پر مدعو تھے۔

❑......16 / ربیع الآخر، بدھ، بعد عشاء، مولانا عبدالقدوس قارن صاحب (استاذِ حدیث: مدرسہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ) اور ڈاکٹر طاہر مسعود صاحب (عبداللہ زبیر پرنٹرز، لاہور) ادارہ تشریف لائے، حضرت مدیر صاحب سے ملاقات وگفتگو ہوئی۔

❑......20 / ربیع الآخر، اتوار، حضرت مدیر صاحب اور ادارہ کے اساتذہ، مندرہ وروات کے مضافات میں ادارہ کے لئے کچھ رقبہ خریدنے کی غرض سے معائنہ کے لئے تشریف لے گئے، واپسی پر روات میں ''دارالعلوم اصحابُ الصفہ، جامع مسجد المقبول''، میں بھی جانا ہوا، مہتمم قاری محمد عتیق الرحمٰن صاحب نے عصرانہ دیا، ان کے ساتھ لگ بھگ نصف گھنٹہ عمدہ علمی نشست رہی۔

❑......24 / ربیع الآخر، جمعرات، حضرت مدیر صاحب اور اساتذہ کرام ادارہ کے لئے وسیع جگہ خریدنے کی غرض

Idara Ghufran

سے معائنہ کے لئے چاکرہ روڈ کی طرف مولانا سعید افضل صاحب (سابق استاد ادارہ غفران) کی دعوت و رہنمائی میں تشریف لے گئے۔

❐......25/ ربیع الآخر، جمعہ، بعد مغرب تا عشاء، ادارہ غفران کی ''مجلسِ فقہی'' کا اجلاس ہوا، جس میں علمی و تحقیقی رسائل جلد نمبر ایک کے چھ رسائل پر آراء جمع ہو کر ایک اجتماعی تحریر تیار کی گئی۔

❐......2/ جمادی الاولیٰ، جمعرات، بعد ظہر، شعبہ حفظ کے لئے بزمِ ادب ہوئی۔

❐......5/ جمادی الاولیٰ، اتوار، ادارہ غفران کے شعبہ ناظرہ بنین و بنات کے ششماہی امتحانات منعقد ہوئے۔

❐......6/ جمادی الاولیٰ، پیر، بندہ امجد مع اہلِ خانہ، بھائی کی وفات پر ''جھنڈیالہ'' (ظفروال، ضلع نارووال) کے سفر پر گیا، 21/ جمادی الاولیٰ کو واپسی ہوئی۔

❐...... 7/ جمادی الاولیٰ، منگل، دن گیارہ بجے بندہ امجد کے بڑے بھائی جناب قاری محمد اشفاق صاحب کا جنازہ ''جھنڈیالہ'' (ظفروال، نارووال) میں ہوا۔

❐...... 8/ جمادی الاولیٰ، بدھ، دن کو شعبہ حفظ کا ششماہی امتحان ہوا، جناب قاری محمد ہارون صاحب (سابق مدرس: ادارہ غفران) نے امتحان لیا۔

❐......8/ جمادی الاولیٰ، بدھ، بعد مغرب، ادارہ میں راولپنڈی و اسلام آباد کے مفتیانِ کرام کی ''المجلس العلمی'' کا اجلاس ہوا، جڑواں شہروں میں قصرو سفر کے حکم پر غور و فکر ہوا، اور راولپنڈی و اسلام آباد دونوں شہروں کے مستقل ہونے پر اطمینان کا اظہار کیا گیا۔

❐...... 12/ جمادی الاولی، ہفتہ، حضرت مدیر صاحب، اپنے کزن جناب مبشر ندیم خان صاحب کی عیادت و بیمار پرسی کے لئے ایم ایچ (صدر، راولپنڈی) تشریف لے گئے۔

صفحات : ۵۷۲ ہدیہ : ۵۰۰ روپے

القاسم اکیڈمی کی علمی، ادبی اور روحانی پیش کش

ساعتے با اہلِ حق

افادات: شیخ الحدیث مولانا سمیع الحق مدظلہ : **پیش لفظ:** شیخ الحدیث مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہ

مرتب : مولانا سید حبیب اللہ شاہ حقانی

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرۃ، خالق آباد نوشہرہ کے پی کے

0346-4010613--0301-3019928

اخبارِ عالم ☛ ☎

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم ومفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

✍ 21/جنوری/2016ء/10/ربیع الثانی/1437ھ: پاکستان: چارسدہ باچا خان یونیورسٹی، دہشت گردوں کا حملہ، پروفیسر، طلباء سمیت 21 شہید، 30 زخمی ✍ 22/جنوری: پاکستان: افغان سموں کے پاکستان میں سگنل روکنے کے لئے افغان حکومت سے معاہدے کا فیصلہ ✍ 23/جنوری: پاکستان: پاکستان، چین نے گوادر پورٹ سٹی ماسٹر پلان پر دستخط کردیئے، 410 ملین ڈالرز لاگت آئے گی ✍ 24/جنوری: پاکستان: بالائی علاقوں میں زلزلے کے شدید جھٹکے، بھگدڑ سے متعدد زخمی ✍ 25/جنوری: امریکہ: 20 ریاستوں میں برفباری سے زندگی منجمد، مزید 10 ہلاک، ایک ارب ڈالر کا نقصان ✍ 26/جنوری: پاکستان: ہائیکورٹ نے پنجاب ریونیو اتھارٹی غیر قانونی قرار دے دی، ٹیکس ریکوری کے تمام نوٹس کالعدم ✍ 27/جنوری: پاکستان: 2015 کرپشن میں کمی، پاکستان کی رینکنگ میں 9 درجے بہتری آ گئی، ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل ✍ 28/جنوری: پاکستان: نیب کا صوبوں میں اختیار ختم، سینٹ کمیٹی نے بل منظور کرلیا، صوبے اپنا احتساب کمیشن بنائیں گے، قائمہ کمیٹی داخلہ ✍ 29/جنوری: پاکستان: سکیورٹی کے ناقص انتظامات، سینکڑوں تعلیمی ادارے سیل، متعدد کو وارننگ ✍ 30/جنوری: پاکستان: پاکستان سٹیل ملز کے سینکڑوں ڈیلی ویجز ملازمین فارغ کرنے کا فیصلہ، انسدادِ پولیو کے 3 سالہ ایمرجنسی پلان سمیت، 8 منصوبوں کی منظوری ✍ 31/جنوری: پاکستان: سانحہ کارساز کراچی، 9 سال بعد سپریم کورٹ کا لارجز بنچ قائم، 8 فروری سے سماعت ہوگی ✍ یکم/فروری: پاکستان: عزیر بلوچ گرفتاری، بینظیر قتل کے اہم گواہ سمیت 400 افراد کو مارنے کا اعتراف ☎ پٹرولیم مصنوعات 5 روپے فی لیٹر سستی ✍ 2/فروری: پاکستان: پی آئی اے میں لازمی سروس ایکٹ نافذ، یونینز غیر قانونی قرار، ہڑتالی ملازمین برطرف ہوں گے ✍ 3/فروری: پاکستان: فیول ایڈجسٹمنٹ، نیپرا نے بجلی 3.83 روپے فی یونٹ سستی کرنے کی منظوری دے دی ✍ 4/فروری: پاکستان: پاکستان، آئی ایم ایف، پی آئی اے کی نجکاری 6 ماہ تک موخر کرنے پر متفق ☎ سانحہ چارسدہ کا مرکزی سہولت کار افغانستان فرار ہوتے ہوئے گرفتار ✍ 5/فروری: پاکستان: صنعتی صارفین کے لئے بجلی 3 روپے فی یونٹ سستی، یکم جنوری 2016 سے اطلاق ہوگا ✍ 6/فروری: پاکستان: اسلام آباد، حکومت کا کارکردگی بہتر بنانے کے لئے اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کی تنظیمِ نو اور نام تبدیل کرنے کا فیصلہ ✍ 7/فروری: پاکستان: کوئٹہ فورسز کے قافلہ پر خودکش حملہ، 11 شہید، 30 زخمی ✍ 8/فروری: پاکستان: یورپی یونین شہریت کی تصدیق کے بعد ڈی پورٹیز بھیجے گی، معاملہ طے پاگیا، وزارتِ داخلہ ✍ 9/فروری: پاکستان: 18 سال سے کم عمر ہندو جوڑے کی شادی جرم قرار، 6 ماہ قید، جرمانہ ہوگا، قائمہ کمیٹی نے

❁ بقیہ صفحہ 90 پر ملاحظہ فرمائیں ❁